وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾

''اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور دیدہ دانستہ حق نہ چھپاؤ'' (بقرہ)

ڈاکٹر طاہر القادری کی کتاب

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحقیقی جائزہ

(ناقابل یقین تضادات اور علمی خیانتوں کی حیرت انگیز تفصیل)

مؤلف

عبدالوکیل ناصر

ادارہ فروغ قرآن وسنت

مین روڈ جہانگیر آباد، ناظم آباد نمبر 1 کراچی، فون:02136605425

مؤلف : مولانا عبدالوکیل ناصر

نام کتاب : میلاد النبی ﷺ تحقیقی جائزہ

اشاعت اوّل : ۲۰۱۱

ناشر : ادارہ فروغِ قرآن وسنت

کمپوزنگ و ٹائٹل : مسلم گرافکس 0322.3427156

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

از قلم: استاذی المکرم الشیخ محمود احمد حسن حفظہ اللہ

(شیخ الحدیث جامعہ ستاریہ الاسلامیہ)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

(قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا(۱۰۳) الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا(۱۰۴) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا(۱۰۵)) (الکہف:۱۰۵،۱۰۳)

ترجمہ: ''کیا ہم تمہیں خبر دیں ان لوگوں کے بارے میں جو عمل کر کر بھی سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں زندگانی دنیا میں ہی رائیگاں چلی گئیں اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا۔ سو ان کے اعمال برباد ہو گئے چنانچہ ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی میزان قائم نہیں کریں گے۔''

یہ آیات رد بدعات میں دلیل قاطع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ بدعت کی شناعت ہی یہ ہے کہ اس کا کرنے والا اس خوش فہمی میں رہتا ہے کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہا ہے جبکہ حقیقت میں اس طرح (وہ) اللہ کی کئی آیات کا انکار کر رہا ہوتا ہے۔ بدعت دین میں نئی ایجاد کا نام ہے۔ حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

''ما ابتدع قوم بدعة فی دینهم الا نزع اللہ من سنتهم مثلها ثم لا یعیدها الیهم الی یوم القیامة'' (سنن دارمی بحوالہ مشکوۃ)

''جو قوم اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان سے اس طرح کی سنت چھین لیتا ہے، پھر قیامت تک ان کی طرف اس سنت کو نہیں لوٹاتا۔''

حقیقت یہ ہے کہ بدعتی خواہ زبان سے نہ کہے مگر اپنے عمل بدعت سے قرآن کی اس آیت کا انکار کر رہا ہوتا ہے جس میں اللہ نے فرمایا: ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ'' (المائدہ) اور جس

میں اللہ نے فرمایا "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ" (الاحزاب) اور جس میں اللہ نے فرمایا: "قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰہُ" (بقرہ) جس میں فرمایا: "اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ" جس میں فرمایا "اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰہَ بِدِیْنِکُمْ" (الحجرات) جس میں فرمایا "وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا" (الحشر) جس میں اللہ نے فرمایا "آللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ" (یونس) جس میں اللہ نے فرمایا "یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ" (المائدہ) وغیر ذلک من الآیات۔

بدعتی دراصل اپنے عمل کے ذریعے اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کو مذاق بنا دینے کا بھی مرتکب ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آج سے ڈیڑھ ہزار برس پہلے خبردار کر دیا تھا کہ کہ میری امت میں اپنے مقصد کی براری کے لیے آیات الٰہیہ اور فرامین رسول ﷺ کو جس طرح چاہا موڑ دینے کا عمل ہوگا۔

"فانہ من یعش منکم بعدی فیسری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار"

(مسند احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

اور آپ ﷺ نے اس سے بھی آگاہ کیا تھا کہ کچھ قومیں آئیں گی جن میں خواہشات اس طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح کتے کے کاٹے کا زہر انسان میں سرایت کر جاتا ہے کہ کوئی بدن کا جوڑ یا نس اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ (مسند احمد، ابو داؤد)

خواہش کی پیروی ایسی لعنت ہے کہ آدمی علم ہونے کے باوجود بھی گمراہ ہو جاتا ہے اور اللہ اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دیتا ہے اور آنکھوں پر پردے ڈال دیتا ہے۔

"اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰىہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْ بَعْدِ اللّٰہِ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ" (الجاثیۃ)

خواہش پرست اور ایجاد بندہ کی بے شمار مثالوں میں سے ایک مثال مروجہ جشن عید میلاد النبی ﷺ ہے ان لوگوں کی عقل پر ماتم کیجیے جو عین اس تاریخ کو (جب آج سے ۱۴۳۲ھ سال قبل مدینہ میں کہرام مچا ہوا تھا صحابہ روتے ہوئے پہاڑوں اور صحراؤں کی طرف نکل گئے تھے، عمر

فاروق رضی اللہ عنہ جیسا مضبوط دل گردے کا مالک شخص بھی صدمہ سے چکرا کر گر پڑا تھا۔

صحابہ جب رسول اللہ ﷺ کی تدفین سے فارغ ہو کر لوٹے تو زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

"یا انس کیف طابت انفسکم ان تحثوا التراب علی رسول اللہ"

یہ نام نہاد عاشقانِ رسول ﷺ خوشیاں مناتے ہیں مٹھایاں بانٹتے ہیں جلوس نکالتے ہیں، جلسہ کرتے ہیں اچھلتے کودتے ہیں، لٹھ بازی کرتے ہیں، کھیل تماشہ کرتے ہیں اور اس غم کے دن کو جشن عید میلاد النبی ﷺ اور آتش بازی کے طور پر مناتے ہیں۔ **فلیبک علی الاسلام من کان باکیا**

حیرت ہے رسول اللہ ﷺ نے جس عمل کو مردود کہا "من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد" (بخاری ومسلم) "من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو رد" (صحیح مسلم) جس کا نہ قرآن میں ذکر نہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے صدیوں بعد تک اس عمل کا کوئی وجود نہ تھا، فاطمی شیعوں کی اختراع و ابتداع پر مبنی یہ عمل ان نام نہاد سنی مسلمانوں کے ہاں بھی معتبر ٹھہرا اور مقبول بھی۔ **فیا لضیعۃ العلم والادب**

موجودہ دور کے مسلک بریلویہ سے منسلک ایک ڈاکٹر طاہر القادری نے اس موضوع پر اپنے رشحات قلم بکھیرتے ہوئے خود ساختہ دلائل کا انبار لگا دیے جو "حُجَّتُھُمْ دَاحِضَۃٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ" اور "کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ" کا مصداق ہیں۔ اور پھر بھخوائے "لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ" اور "لِّیَھْلِكَ مَنْ ھَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَۃٍ" اللہ تعالیٰ نے ایک نوجوان کو توفیق دی کہ وہ ان بودے دلائل کا پوسٹ مارٹم کرے اور اس بیت عنکبوت کے تارو پود بکھیر کر رکھ دے یہ نوجوان میرے تلمیذ رشید ہونہار فرزند فاضل اجل، عزیزم عبدالوکیل ناصر سلمہ اللہ ہیں۔ جنہوں نے قادری کے تمام دلائل کا علمی و تحقیقی جائزہ لے کر مسکت جواب دیا ہے۔ زیر نظر کتاب اس فاضل نوجوان کی اس تحقیق و تدقیق، تخریج و تعلیق اور تنقیح و تصحیح کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فاضل جلیل ابن عبدالجلیل کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر نوح، رشد ابراہیم، علم داؤد فہم سلیمان اور محبت مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ان کی اس علمی کاوش کو قبول عام عطا فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنائے اور ہم سب کے لیے وسیلہ نجات بنادے۔ آمین یا رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین برحمتک یا ارحم الراحمین

تقریظ

از قلم: استاذی المکرم الشیخ خلیل الرحمن لکھوی حفظہ اللہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، قال اللہ تعالیٰ! اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔۔۔" (البقرۃ)

ایک یہودی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا! اے امیر المؤمنین اگر ہمارے یہاں سورۃ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوتی کہ ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا، اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا۔'' تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تھی، عرفہ کے دن نازل ہوئی اور جمعہ کا دن تھا۔ (حدیث: ۷۲۶۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ اسلام میں (اپنے طور پر) دنوں کے منانے کا کوئی تصور نہیں۔ دوسری حدیث کا مفہوم ہے اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔ عید الاضحیٰ اور عید الفطر۔

صحیحین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے "من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد"

کہیں فرمایا "ان اللہ حجب التوبة عن کل صاحب بدعة حتی یدع بدعته" (طبرانی عن انس)

معلوم ہوا کہ بدعت ایک انتہائی مذموم عمل ہے۔ جب تک انسان اس سے توبہ نہ کرے، دوسرے گناہوں سے متعلق بھی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ صاحب بدعت کو توبہ کی توفیق کم ہی ملتی ہے، کیونکہ بدعتی وہ عمل نیکی سمجھ کر کر رہا ہوتا ہے اور شیطان اس کے اعمال اس کے سامنے خوشنما بنا کر پیش کر رہا ہوتا ہے۔

سید المرسلین محمد ﷺ نے یہ بات پہلے ہی فرما دی تھی کہ آخری زمانے میں ایسا گروہ وجود میں آئے گا جن کی رگ رگ میں بدعت سرایت کر جائے گی۔ سنن ابی داؤد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''الا ان من کان قبلکم من اھل الکتاب افترقوا۔۔۔ وانه سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بھم الاھواء کما یتجاری

الکلب بصاحبه ولا یبقی منه عرق ولا مفصل الا دخله''

آپ ﷺ کی یہ پیش گوئی عصر حاضر پر من وعن صادق آ رہی ہے۔ دنیا میں بے شمار گروہ پیدا ہو چکے ہیں۔ خاص کر برصغیر پاک و ہند میں طرح طرح کے بدعی عقائد و اعمال پھیلائے جا رہے ہیں۔ اسی گروہ کے (موجودہ) سرخیل ڈاکٹر طاہر قادری صاحب نے میلاد مروجہ موضوع پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جس کی بنیادیں کمزور دلائل اور باطل تاویلات پر قائم ہیں۔ موجودہ دور میں بدعت کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی اشد ضرورت ہے۔ جو شیعت اور بریلویت کے روپ میں دن بدن زور پکڑتا جا رہا ہے۔

اس جذبے کے پیشِ نظر، عزیز القدر فاضل محقق میرے تلمیذ رشید مولانا عبدالوکیل ناصر صاحب جنہوں نے علمی تحقیق اور جستجو کا خوب ذوق پایا ہے، انہوں نے قادری صاحب کی کتاب کا مدلل جواب تیار کیا ہے۔ جو وقت کی اشد ضرورت تھی۔ مجھے امید ہے کہ اللہ رب العزت مؤلف کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرماتے ہوئے بدعت وضلالت میں ڈوبے ہوئے حضرات کے لیے ذریعہ ہدایت بنائیں گے۔ ان شاء اللہ

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

کتبہ

خلیل الرحمن لکھوی

رئیس معہد القرآن الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

ازقلم :استاذی المکرم الحافظ عبدالحنان سامرودی حفظہ اللہ

فاضل نوجوان برادرعزیز مولانا عبدالوکیل ناصر حفظہ اللہ نے اس رسالہ میں مروجہ میلاد پر طاہر القادری کا خوب تعاقب کیا اور مدلل ومفصل جواب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشیں قبول فرمائے اور طاہر القادری و دیگر جشن وجلوس میلاد کے شائقین کو اتباع سنت نبوی ﷺ کی توفیق دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر جہاں آپ ﷺ کی بعثت کے ذریعہ احسان فرمایا وہیں ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ'' نازل فرما کر ایک اور بڑا احسان فرمایا۔جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ خاتم الانبیاء والرسل ہیں۔آپ کی حیات مبارکہ ہی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت کے مقصد کو پورا کیا۔ اور تکمیل دین کی بشارت دی۔ آپ کے بعد نہ کوئی رسول ﷺ نبی آئے گا نہ اب کوئی اور دین کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والا پیدا ہوگا۔

بعض علماء کی صفوں میں موجود ایسے ڈاکٹر پروفیسر اور علامہ جیسے القابات رکھنے والے ہیں جو دین مصطفیٰ ﷺ کو بگاڑنے پر تلے ہوئے ہیں ان کی تحریر وتقریر سے اسلام کی مخالفت اور احکامات شریعہ کا استہزاء ان کے مقاصد وعزائم کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ کسی اور کے لیے کام کر رہے ہیں، ورنہ ایک عالم جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے وہ قرآن وحدیث میں تحریف، بے جا تاویل اور کذب وافتراء سے باطل کو ثابت کرنے کی کوشش کر ہی نہیں سکتا۔

ڈاکٹر موصوف نے تو تضاد بیانی اور ملمع سازی سے کام لیتے ہوئے متبعین سنت اور بدعات کے مخالفین سے ایسی بے سروپا باتیں منسوب کر دیں اور اپنا ہمنوا ثابت کرنا چاہا کہ ''**سبحانک ھذا بھتان عظیم**!'

اگر موصوف اپنی تحریر پر سنجیدگی سے غور کریں تو ممکن ہے کہ انہیں احساس ندامت ہو جائے یا ایسے رسومات کو دین و ایمان اور حبِ رسول سمجھنے والا کوئی انصاف پسند ایسی خرافات سے تائب ہو جائے کہ اس تحریر کا مقصد بھی یہی ہے۔

اللھم ارنا الحق وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه
وصلی اللہ علی نبینا محمد وآله وصحبه اجمعین

کتبہ/ ابوحمید عبدالحنان سامرودی
۲۱،۲،۱۴۳۲ ھجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

عیدالفطر اور عید الاضحیٰ کی شرعی حیثیت ثابت کرنے کے لیے کوئی کتاب کیوں نہ لکھی گئی ؟ اس سوال کا آسان جواب یہ ہے کہ اہلسنت مکاتب فکر کے درمیان ان کی شرعی حیثیت اس قدر مسلمہ تھی کہ ضرورت ہی نہ سمجھی گئی ۔ آج ایک فرقہ عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے ایک تیسری عید کو دین اسلام میں شامل کرنے کے لیے کوشاں ہے دراصل اس فرقے نے اپنی اس خود ساختہ عید کو اپنی گروہی شناخت بنا لیا ہے اور گروہی شناخت کا مسئلہ فرقوں کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ بن جاتا ہے ۔ پیدائش اور موت کے سالانہ ایام منانا یہود و نصاریٰ کا کلچر ہے۔ جو بذریعہ اہل تشیع مسلمانوں میں داخل کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں کسی کی موت یا پیدائش کی بنیاد پر کوئی سالانہ دن منانے کا اہتمام کرنا کوئی مائی کا لال ثابت نہیں کر سکتا، جبکہ یہی مقدس ادوار آنے والے مسلمانوں کے لیے مثال ہیں۔عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نسبت بھی کسی کی پیدائش یا موت سے نہیں۔

ایام منانا ان کی مجبوری ہوتی ہے جو کہ پورے سال اپنی ان شخصیات کو فراموش کیے رہتے ہوں جن سے محبت کے دعویدار ہیں حالانکہ سچی محبت کرنے والے تو محبوب کی یاد سے کبھی غافل ہوتے ہی نہیں۔ایک مسلمان کے لیے نبی کریم ﷺ کی زندگی اس کی زندگی کا قیمتی اثاثہ ہوتی ہے۔ مسلمان جانتا ہے کہ ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا کہ جب تک نبی رحمت ﷺ کی محبت دنیا کی تمام محبتوں پر غالب نہ آ جائے اور شخصیت کی محبت دنیا کی تمام محبتوں پر غالب ہو تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اس شخصیت کو یاد کرنے کے لیے کسی دن منانے کا محتاج ہو۔ نبی رحمت ﷺ کے چاہنے والوں کے لیے ہر دن اور دن کا ہر لمحہ آپ ﷺ سے محبت کے اظہار کے لیے ہے اور وہ اپنی محبت کا اظہار پیارے نبی ﷺ کے لائے ہوئے دین کو اختیار کر کے کرتے ہیں۔ وہ خوشی وغمی، مصیبت و معاشرت، کاروبار و ملازمت بلکہ زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات اپنے محبوب نبی ﷺ کی سیرت کے مطابق انجام دیتے ہیں اور اس طرح وہ نبی ﷺ کے سچے محب ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ کیونکہ خود نبی کریم ﷺ نے بھی عمل سے محبت کا اظہار کرنے کی ترغیب دلائی تھی فرمایا تھا:

''من احب سنتی فقد احبنی''

ترجمہ: (جس نے میرے طریقے سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی)

جب اپنا فرقہ یا گروہ اور اس کی شناخت ہر چیز سے محبوب بن جائے تو پھر محبت رسول ﷺ اور عشق رسول ﷺ کے دعوے سیاست کے ایشو بن جاتے ہیں۔ جبکہ عملاً رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی وطیرہ بنی رہتی ہے۔ دلائل اور سچائی گروہی تعصّبات کی گرد میں چھپ جاتے ہیں اور فرقہ پرست مذہبی قیادت اپنی لیڈری اور سیاست چمکانے کے لیے گروہی تفردات کو دین کی بنیادی تعلیمات بنا کر پیش کرتی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کی 850 صفحات پر مشتمل کتاب ''میلاد النبی ﷺ'' کو اسی تناظر میں بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے ہزاروں دلائل اور ہزاروں صفحات کی ہزاروں کتابیں بھی ناکافی رہتی ہیں بلکہ جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے لکھا جانے والا ہر صفحہ اور دی جانے والی ہر دلیل جھوٹ کو مزید جھوٹ ثابت کرنے کا سبب ہوتی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کی مذکورہ کتاب کا علمی پوسٹ مارٹم کر کے میرے دوست اور بھائی مولانا عبدالوکیل ناصر صاحب نے جس طرح تضادات اور علمی بددیانتیوں کو اجاگر کیا ہے اس کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ طاہر القادری کی کتاب ''مروجہ عید میلاد النبی ﷺ'' کے بدعت ہونے پر دلیل ہے۔ فرقوں کی محبت اچھے خاصے صاحب علم آدمی کو علمی دنیا میں کس طرح رسوا کراتی ہے ڈاکٹر طاہر القادری اس کی مثال بن گئے ہیں۔ مولانا عبدالوکیل ناصر صاحب نے مذکورہ کتاب کا تعاقب ہفت روزہ حدیبیہ کے صفحات میں شروع کیا تھا، حسب عادت انہوں نے اس تعاقب کو علمی اعتبار سے جاندار بنانے کے لیے بڑی محنت کی۔ حدیبیہ کے قارئین نے اس سلسلے کو بڑی پذیرائی بخشی اور اکثر قارئین نے اسے کتابی صورت میں شائع کرنے کے مشورے بھی دیے۔ مجھے امید ہے کہ مولانا عبدالوکیل ناصر صاحب کی یہ کاوش علماء اور عوام دونوں طبقوں میں مفید سمجھی جائے گی۔ اور دعوتی سعی میں ہر ایک کے لیے اعتماد کا باعث ہوگی۔

سید عامر نجیب
ایڈیٹر ہفت روزہ حدیبیہ کراچی

عرض مؤلف

بسم اللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

مروجہ جشن میلاد وعید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں سوالات کی کثرت اور مبتدعین کی طرف سے اس مسئلہ کے منکرین پر فتاوے دیکھ/سن کر بڑی تمنا تھی کہ اس موضوع پر تفصیلی مطالعہ کر کے کوئی باضابطہ تحریر قلم بند کی جائے۔

پھر بفضل اللہ تعالیٰ یہ موقعہ مجھے مل گیا اور میں نے بتوفیق اللہ کوئی تین ہزار صفات کے لگ بھگ ورق گردانی کی جس میں مختلف علماء کرام کے مضامین شامل تھے جو کہ مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ کچھ کتابیں مروجہ جشن ومیلاد کے اثبات میں تھیں اور کچھ اس کے انکار میں۔

اس موضوع پر قدرے ضخیم کتاب جناب طاہر القادری صاحب کی تھی جو کہ اثبات میں لکھی گئی تھی اور بظاہر بڑی مدلل تھی۔ مگر چونکہ قادری صاحب کے بارے میں راقم کو ''متنازعہ ترین شخصیت'' طاہر القادری کی علمی خیانتیں'' ''خطرے کی گھنٹی'' اور مولانا یحییٰ گوندلوی رحمہ اللہ کے بہت سے'' تعاقبات قادری'' پڑھنے کا اتفاق ہو چکا تھا اور علم تھا کہ ''موصوف'' اس درجہ ''خائن'' ہیں کہ کوئی مکتبہ فکر انہیں فخریہ طور پر ''اپنا'' کہنے کو تیار نہیں۔ اگرچہ جناب کا دعویٰ فکر بریلی سے منسلک ہونے کا ہے۔

بہرکیف اس تناظر میں جناب کی کتاب ''میلاد النبی ﷺ کو ذرا غور وخوض سے پڑھا اور ایک نسخے پر حواشی وغیرہ لکھے، مگر قدر اللہ ما شاء فعل وہ نسخہ کوئی اور صاحب دبا بیٹھے اور پھر مجھے ایک اور نسخہ لے کر اس کی از سر نو قراءت کرنی پڑی اور میں یہ دیکھ کر حیران ہوگیا کہ اس جدید نسخے میں کافی صفحات پہلے نسخہ کی نسبت کم ہیں اور مواد بھی ''بعض جگہ سے'' ہٹادیا گیا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ سوال تو شاید جناب ہی حل کرسکیں۔

بہرحال اس موضوع پر میسر تمام کتب سے جناب کی تصنیف کا تقابل کرتا رہا۔ ان کے ذکر کردہ حوالہ جات کو بھی اصل مراجعات ومصادر سے چیک کرتا رہا اور بالآخر اللہ کی مدد کے ساتھ حاصل مطالعہ کو تحریر میں ضبط کرنا شروع کیا۔ اس طرح کہ تجزیہ وتبصرہ بھی ہوتا رہے اور علمی اغلاط و خیانتوں کی نشاندہی بھی اور ''گھر کے بھیدیوں'' کی باہمی رسہ کشی بھی نظر آتی رہے۔

(میں اس میں کس قدر کامیاب ہوا یہ فیصلہ تو قارئین ہی کرسکیں گے جو انصاف پر قائم ہیں۔) پھر اس تحریر کو بالاقساط ہفت روزہ ''حدیبیہ'' کراچی میں بھیجتا رہا اور تقریباً دس (۱۰) اقساط

میں یہ موضوع مکمل ہوا۔ یہ موضوع قلمی نام سے تحریر کیا گیا تھا۔ پھر اساتذہ کرام، طلبہ دین اور احباب جماعت کی حوصلہ افزائی و اصرار پر اس مواد کو کتابی شکل میں بتعاون احباب جمع کیا۔ جو پیش خدمت ہے۔ اگر میں حق بات کہہ گیا تو یہ محض اللہ کی توفیق وعنایت ہے اور اگر غلط کہہ گیا تو یہ میری غلطی ہوگی۔ جس کی نشاندہی اگر کر دی گئی تو ان شاء اللہ تصحیح کی طرف توجہ دوں گا۔

ہر دلعزیز، خواص عوام میں مقبول شخصیت شیخ الحدیث محمود احمد حسن صاحب حفظہ اللہ نے ہمیشہ ہی مشفق والد کی طرح حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور اس تحریر پر تو شیخ صاحب نے (باوجود طبیعت کی ناسازی کے) جو مقدمہ درج فرمایا ہے وہ شیخ کی مخصوص علمی خطابت کا شاہکار ہے۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء وعافاہ وتقبل جھودہ الدینیہ۔ آمین

استاذی المکرم شیخ خلیل الرحمن لکھوی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ، میرے مربی و شیخ الحدیث ہیں۔ ان کی مصروفیت دینیہ اظہر من الشمس ہیں اور فی الوقت شیخ کچھ بیمار بھی ہیں مگر اس کے باوجود شیخ نے مسودہ پر نظر عنایت فرما کر تقریظ ثبت فرمائی اور میرا حوصلہ بڑھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ ان کی عمر میں عافیت کے ساتھ برکت عطا فرمائے۔ ان کی سعی کو میزان حسنات کا ذخیرہ بنائے۔

کتاب ہذا پر تقریظ لکھنے پر استاذ محترم شیخ عبدالحنان سامرودی صاحب حفظہ اللہ کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے باوجود عدیم الفرصتی کے ناچیز کی تحریر کو لائق التفات سمجھا اور شفقت فرمائی۔ **جزاہ اللہ خیر الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔**

پیش لفظ لکھنے پر برادر محترم سید عامر نجیب حفظہ اللہ (ایڈیٹر ہفت روزہ حدیبیہ) کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے کتاب کی رونق کو دو چند کیا اور ان کے مشورے ہمیشہ ہی میرے لیے کارآمد رہے ہیں۔ **جزاہ اللہ خیر الجزاء**

آخر میں اجمالاً تمام شیوخ، احباب جماعت اور کتاب ہذا کی نشر و اشاعت میں معاونین کا ایک مرتبہ پھر شکریہ۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین، وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

راجی عفو ربہ عبدالوکیل ناصر

ڈاکٹر طاہر القادری کی کتاب ''میلاد النبی ﷺ'' کا تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے زیر نظر و زیر تبصرہ کتاب میں گیارہ ابواب قائم کئے ہیں جبکہ باب اول میں دو فصلیں ہیں اور باب ہشتم میں آٹھ فصلیں بنائی ہیں۔

باب اول کا عنوان ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں 'جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائر اسلام، تاریخی تناظر میں' اور پھر فصل اول قائم کر کے لکھتے ہیں: کسی واقعہ کی یاد منانا شعائر اسلام سے ثابت شدہ امر ہے۔

پھر اس کے تحت ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ 'نماز' انبیاء علیہم السلام کی یادگار ہے۔

فصل دوم کے تحت رقم طراز ہیں کہ 'جملہ مناسک حج انبیاء علیہم السلام کی یادگار ہیں' اور پھر بڑی تفصیل سے ارکان و مناسک حج کو فرداً فرداً مختلف انبیاء علیہم السلام کی یادگار ثابت کیا ہے۔ قادری صاحب کا شعائر اسلام سے استدلال صحیح نہیں۔

گویا کہ اس طرح طاہر القادری صاحب 'مروجہ جشن وجلوس' کو شعائر اسلام اور دین اسلام کا ثابت شدہ امر، ثابت کرنا چاہتے ہیں:

اولاً ہم کہتے ہیں کہ جناب اگر یہ جشن وجلوس اور مروجہ میلاد شعائر اسلامی اور ثابت شدہ امر ہیں تو پھر خیر القرون کے لوگ اس 'علمی نکتہ' سے کیوں بے بہرہ رہے؟

قادری صاحب خود فرماتے ہیں: قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے جشن میلاد کیوں نہیں منایا؟ (صفحہ 450 باب ہفتم)

اس عنوان کے تحت 'جناب' نے بڑی دور دراز کی تاویلات و توجیہات کا سہارا لیا ہے مگر خلاصہ کلام یہ نکلا کہ 'قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں اہم ملی اور مذہبی اہمیت کے دن بطور تہوار منانے کا کوئی رواج نہ تھا'۔ (صفحہ 498)

گویا جناب کہنا چاہتے ہیں کہ اصحاب قرون اول 'اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم' دین اسلام کے 'ثابت شدہ امر' کو جان نہ سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ثانیاً: کیا ارکان اسلام نماز و حج وغیرہ کو انبیاء علیہم السلام کی یادگار مان کر 'مروجہ جشن وجلوس میلاد' ثابت ہو جاتا ہے؟؟؟
اگر ہاں! تو جناب کو اس پر مزید لکھنے کی حاجت کیوں محسوس ہوئی؟

ایک مقلد کو استدلال کی اجازت نہیں:

ثالثاً: جناب قادری صاحب 'حنفی المشرب' اور کٹر قسم کے مقلد ہیں اور مقلد کیلئے اجتہاد و استنباط کا دروازہ بند ہے اور نہ ہی وہ اس کے اہل ہوتے ہیں بلکہ ان پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے 'امام' (جس کے وہ مقلد ہیں) سے دلیل نقل کریں یا 'امام' کا قول پیش کریں۔
ذرا قادری صاحب یہی 'نکتہ قیمہ' (جو مذکورہ بالا ہے) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کر دیں؟؟؟
باب دوم کے تحت عنوان قائم کرتے ہیں 'واقعات مسرت وغم کی یاد' اور اس عنوان کے تحت مختلف انبیاء علیہم السلام کے واقعات کی مثال ذکر کرنے کے بعد سطور اخیرہ میں فرماتے ہیں: 'اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ گزشتہ واقعات کے حوالے سے خوشی اور غمی کا اظہار کرنا اور ان کیفیات کو اپنے اوپر طاری کر لینا سنت مصطفی ہے'۔ (صفحہ 143)
ہم اس سلسلے میں اولاً یہ سوال کرتے ہیں کہ جناب کیا اس طرح 'مروجہ میلاد و جشن' بھی 'سنت مصطفی ﷺ' ثابت ہو جائے گا؟
کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرنے سے تو 'مروجہ میلاد' کی نفی ہوتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 'مروجہ میلاد' منایا ہی نہیں اور نہ ہی منانے کا حکم دیا یہی وجہ ہے کہ قرون مفضلہ اس سے خالی دکھائی دیتے ہیں اور اس طرح 'استنباطات' کے ذریعے جناب کچھ ثابت کس طرح کر سکتے ہیں کہ موصوف تو مقلد ہیں اور اس کے اہل ہو ہی نہیں سکتے۔
ولادت کے سلسلے میں سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ اس دن (۱) روزہ رکھا جائے۔
مگر قادری صاحب روزہ کیوں رکھیں کہ اس دن تو وہ اور انکے ہم خیال خصوصی طعام وشراب اور نذرانوں سے 'بطن شریف' کو تسکین پہنچاتے ہیں۔
ثانیاً: کیا اتنی سی بات بھی 'موصوف' کی عقل میں نہیں آتی کہ کہاں غم کی کیفیت طاری کرنا اور کہاں 'مروجہ جشن' میں شور وغوغا اور آتش بازی کا مظاہرہ، کیا یہ برابر ہے؟

(۱) اس سے مراد مولد کا دن ہے۔

اور یہ بھی کہ کیا جناب اور جناب کے ہم مکتبہ فکر کبھی 'غم رسول صلی اللہ علیہ وسلم' اپنے اوپر طاری کر کے سنت صحابہ زندہ کرتے ہیں۔ حاشا وکلا۔

بیان میلاد سے جلوس میلاد پر غلط استدلال:

باب سوم میں عنوان قائم کرتے ہیں کہ 'قرآن ..... تذکرہ میلاد انبیاء' اس کے ذیل میں 'تذکار انبیاء سنت الھیہ ہے' کی ہیڈنگ لگاتے ہیں اور پھر اس میں جو اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کئے ہیں ان کے کچھ واقعات نقل کرتے ہیں اور 'واذکر' کے لفظ سے استدلال کرتے ہوئے اپنے ترجمۃ العنوان یا باب سے مطابقت دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔
پھر آگے چل کر ایک جگہ عنوان قائم کرتے ہیں 'میلاد انبیاء علیہم السلام کی اہمیت' اور اس کے تحت ان آیات کو ذکر کرتے ہیں کہ جن میں انبیاء علیہم السلام کی ولادت کے مراحل یا دیگر بیان سیرت وغیرہ کے ساتھ انکی بعثت کا ذکر ہوا۔
گویا اس طرح موصوف 'مروجہ میلاد و جشن اور جلوس' کو سنت الھیہ بیان کرتے ہوئے اسکی اہمیت بتلاتے ہیں۔
اس پر ہم یہ کہتے ہیں کہ کیا اس طرح 'مروجہ میلاد' کو ثابت کیا جا سکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ ہاں البتہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ولادت کی خبر، بعثت شریفہ اور اس کا مقصد نیز انکی سیرت طیبہ بیان کی جا سکتی ہے اور ظاہر ہے اس پر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہی تو متاع ایمان ہے۔ اور پھر کمال تو یہ ہے کہ خود قادری صاحب فرماتے ہیں کہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فضائل، شمائل، خصائل اور معجزات سید المرسلین کا تذکرہ اور اسوہ حسنہ بیان ہوتا ہے۔
گویا جناب میلاد کے جشن کی حقیقت کو بیان کر رہے ہیں مگر کیا جلوس وآتش بازی اور شور غوغا بھی میلاد مصطفی ﷺ کے حصے ہیں؟؟؟
دوسری بات یہ ہے کہ جناب 'جشن میلاد مروجہ' کو سنت (۱) الھیہ باور کروا رہے ہیں مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ 'سنت الھیہ' کسی بھی صحابی و تابعی کو نظر نہ آئی۔ آخر کیوں؟؟؟
جناب نے مذکورہ عنوان میں آیت '**لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً**' کو بھی

(۱) غالباً اس طرح جناب موصوف قادری صاحب ''التقول علی اللہ'' کا ارتکاب کر رہے ہیں، اور یہ شیطانی تعلیم پر عمل ہے۔ وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون۔ (البقرۃ: ۱۶۹)

ذکر کیا ہے۔

کیا جناب کی علمی حالت اس قدر سطحی ہے کہ جناب 'بعثت' کی حقیقت سے بھی آشنا نہیں ہیں؟؟؟

بعثت کا تعلق نزول قرآن کے ساتھ ہے جو کہ میلاد (پیدائش نبوی) کے چالیس سال کے بعد نازل ہوا تھا اور ولادت کا تو یہاں ذکر ہی نہیں۔

سیدنا یحییٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ضمن میں آیات ذکر کی ہیں۔

وسلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیاً۔

والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیاً۔

اور پھر لکھا ہے: اگر ولادت کا دن قرآن و سنت اور شریعت کے نقطہ نظر سے خاص اہمیت کا حامل نہ ہوتا تو اس دن بطور خاص سلام بھیجنا اور قسم کھانے کا بیان کیا معنی رکھتا ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ جناب پوری آیت تو پڑھیں سلام تین مقامات پر بیان ہوا ہے تو کیا تین مقامات پر 'مروجہ میلاد' منانا ہوگا؟ (پیدائش، وفات، بعثت یوم القیامۃ) تو پھر مناتے کیوں نہیں؟

جشن نزول قرآن سے میلاد پر استدلال اور اس کا جواب:

باب چہارم میں لکھا ہے 'جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن حکیم سے استدلال' اس کے ضمن میں ایک جگہ لکھا ہے 'جشن نزول قرآن سے استدلال'

حالانکہ 'جشن نزول قرآن' تو آج تک کسی نے منایا ہی نہیں؟ تو پھر اس سے استدلال کیسا؟؟؟

دوسری جگہ لکھا ہے 'جشن نزول خوان نعمت سے استدلال' **اور اس کے تحت سورہ مائدہ کی آیت 114 ذکر کی ہے۔**

حالانکہ یہ تو عیسیٰ علیہ السلام اور انکی امت کا مسئلہ تھا اور وہ 'شرع من قبلنا' یعنی ہم سے قبل کی شریعت تھی جو کہ منسوخ ہو چکی ہے اور ہماری شریعت نے اسے باقی رکھنے کا کوئی حکم نہیں دیا۔

اور یہ بھی اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ 'تکون لنا عیداً' **سے مراد 'مائدہ' خوان نعمت تھا نہ کہ یوم نزول خوان نعمت۔ فافھم۔**

قادری صاحب نے یہاں (اس کے اترنے کا دن) بریکٹ میں لکھ کر زبردست خیانت سے کام لیا ہے۔ اس عنوان کے اختتام پر قادری صاحب لکھتے ہیں: جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا نص قرآن سے ثابت ہے۔ (صفحہ 245)

جبکہ قادری صاحب کے ممدوح امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں کوئی نص موجود

نہیں بلکہ قیاس سے کام چلایا جاتا ہے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد)

باقی رہا قادری صاحب کے 'استدلالات و استنباطات' تو ہم بتا چکے ہیں کہ وہ اس کے اہل نہیں کیونکہ 'مقلد' ہیں۔ ہاں البتہ وہ یہ بات اپنے امام صاحب سے ثابت کریں تو پھر دیکھا جائے گا۔

صاحب جاء الحق نے یہ بھی لکھا ہے کہ 'ظاہری کتاب وسنت کو لینا' کفر کی بنیاد ہے۔ قادری صاحب غور فرمائیں گے۔

صوم عاشوراء سے استدلال اور اس کا جواب:

باب پنجم میں لکھا ہے: 'جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احادیث سے استدلال'

اس مضمون میں قادری صاحب 'صوم عاشوراء' سے دلیل لانے کی کوشش کرتے ہیں اور خود ہی فرماتے ہیں کہ:

'بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہود اپنا یوم آزادی یعنی [1] عاشورہ کے دن روزہ رکھ کر مناتے تھے، جب کہ میلاد النبی ﷺ کا دن یوم عید کے طور پر منایا جاتا ہے لیکن اس دن روزہ نہیں رکھا جاتا؟

پھر انتہائی ڈھٹائی سے لکھتے ہیں کہ: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ کسی مبارک دن کو یوم مسرت کے طور پر منانا سنت ہے اور اس کو دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے کسی بھی شکل میں منایا جاسکتا ہے۔ اگر یہود یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ یوم شکرانہ منانے کو صرف روزہ رکھنے کے عمل تک محدود کر لیا جائے۔ احادیث مذکورہ میں اس امر کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ (صفحہ 255)

کس قدر افسوس ہوتا ہے ان نام نہاد 'عاشقان رسول' پر کہ جنہیں سنت مصطفی کریم ﷺ ایک آنکھ نہیں بھاتی۔

خود نبی کریم ﷺ نے عاشوراء کے روزہ کو باقی رکھا مگر قادری صاحب خود مختار ہیں کہ جو سنت رسول کو بدل کر کسی اور صورت کو ایجاد کرنے پر قادر ہیں؟؟

قادری صاحب نے اس 'تاویل' کا سہارا اس لئے لیا کہ کہیں میلاد مصطفی ﷺ کے دن روزہ نہ رکھنا پڑ جائے کہ نبی مکرم ﷺ تو اپنی ولادت کے دن روزہ ہی رکھا کرتے تھے۔

اور کمال یہ ہے کہ 'دروغ گورا حافظ نہ باشد' کے بمصداق خود ہی میلاد النبی ﷺ کی دلیل

---

[1]) عاشورہ نہیں بلکہ عاشوراء لکھا جاتا ہے۔ جسے یہ معلوم نہیں وہ شیخ الاسلام بنے پھرتے ہیں!!

رسول اللہ ﷺ کے اس عمل کو بنایا کہ آپ ﷺ اپنی ولادت کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور یہی میلاد کی دلیل ہے۔ (صفحہ 281)

غور کریں 'جناب شیخ کا قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی'

حدیث عقیقہ جناب کو مفید نہیں:

اس باب میں جناب نے 'اپنے زعم میں' ایک اور دلیل ذکر کی ہے کہ: نبی علیہ السلام نے بعد از بعثت (اعلان نبوت) اپنا عقیقہ کیا۔

ہم اس سلسلے میں اس بات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ اس روایت کی اسنادی حیثیت کیا ہے۔

کہتے ہیں جناب کیا آپ ﷺ نے 'ولادت کے دن اور تاریخ' کا اعتبار کر کے عقیقہ کیا تھا؟

یقیناً نہیں! بلکہ آپ نے تو خود لکھا ہے کہ یہ 'اعلان' نبوت کے بعد تھا تو پھر اسے 'جشن ولادت' کی دلیل کس طرح بنایا جا سکتا ہے؟؟؟

اور یہ بھی یاد رہے کہ اس 'عقیقہ' کو دلیل تو وہ بنائے جو عقیقہ کو سنت مصطفی ﷺ سمجھتا ہو۔

جناب قادری صاحب تو حنفی بنے پھرتے ہیں اور فقہ حنفی میں 'عقیقہ' کو دور جاہلیت کی رسم کہا جاتا ہے۔ (موطا امام محمد)

اور غلام رسول سعیدی صاحب نے تو اسے مکروہ ثابت کیا ہے۔ معاذ اللہ! استغفر اللہ۔

ان حضرات کی سنت رسول ﷺ سے عداوت دیکھ لیجئے۔ مانتے تو ہیں نہیں اور دلیل بنانے چلے مروجہ جشن و جلوس کی؟؟؟ ھل من مدکر؟

ابولہب کے بارے میں خواب کا سہارا قابل استدلال نہیں:

اور پھر آخر میں جناب نے ابولہب کے لونڈی آزاد کرنے کی روایت کو بطور دلیل و استدلال پیش کیا ہے۔

یاد رکھئے یہ روایت مرسل ہے جیسا کہ موصوف کو بھی اقرار ہے۔ (صفحہ 293) اور مرسل ضعیف ہوتی ہے۔ اور یہ روایت قرآن سے متصادم ہے۔ (فتح الباری)

یہ خواب کا واقعہ ہے جو حجت شرعیہ نہیں مسلمہ بات ہے (میلاد النبی احمد سعید کاظمی)

اس روایت میں عذاب کی کمی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

اس روایت میں ہر سوموار کا بھی ذکر نہیں ہے۔

بالفرض اسے مان بھی لیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ ابولہب کی خوشی طبعی تھی دینی و مذہبی نہیں، وہ فقط ذات مصطفی ﷺ کو مانتا تھا اور بات مصطفی ﷺ کو اس نے نہ مانا۔

آج اس کی سنت کیوں زندہ کی جا رہی ہے؟؟؟

اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن تو اس نے لونڈی کو آزاد [1] ہی نہیں کیا (فتح الباری، الاصابہ، الوفا ابن جوزی) [2]

قادری صاحب کے دلائل ائمہ و محدثین ہیں:

باب ششم کا عنوان قائم کرتے ہیں ''جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ائمہ و محدثین کی نظر میں'' پھر اس کے تحت رقم طراز ہوتے ہیں ''باب ھذا میں ان ائمہ کرام کے حوالہ جات دیں گے جنہوں نے انعقاد جشن میلاد کے احوال بیان کئے ہیں۔ (صفحہ 311)

قادری صاحب ''ائمہ و محدثین'' کی ترتیب یوں شروع کرتے ہیں۔

(ا) حجۃ الدین امام محمد بن ظفر المکی (497-565)

اور پھر اسی طرح یعنی ''سن'' کے اعتبار سے تقریباً **54** نام ذکر کرتے ہیں۔ جن میں آخری نام اس طرح ہے

''علمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ (1325ھ)''

ہم اس سلسلے کی تفصیل میں جانے سے قبل یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ قارئین کرام نوٹ کر لیں کہ قادری صاحب ''دین اسلام کے ثابت شدہ امر'' کو ''ائمہ و محدثین'' کی تائید دلانا چاہتے ہیں مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ جناب نے جنہیں بلا تخصیص و تفریق ''ائمہ و محدثین'' قرار دیا ہے انکی تاریخ **497-565**ھ سے شروع ہوتی ہے۔ جیسا کہ مذکور بالا ہے۔

آخر کیوں؟؟؟

آئمہ اربعہ، ان کے اساتذہ و شیوخ اور ائمہ صحاح ستہ وغیرہ جو اس تاریخ سے کہیں پہلے موجود رہ کر گزر چکے وہ کہاں گئے؟

قادری صاحب شاید انہیں ائمہ و محدثین ہی شمار نہیں کرتے، یا پھر وہ ''مروجہ جشن و میلاد'' کے

---

[1]) جب ایک مسئلہ ثابت ہی نہیں تو اس سے ایک مقلد کا استدلال کیسا؟؟

[2]) اس واقعہ کی مکمل تفصیل کتاب کے آخر میں ملاحظہ کیجیے۔

حامی و ناصر ہی نہ تھے؟ یا پھر یہ ''سرکاری کلچر'' ان کے دور میں شروع ہی نہ ہوا تھا اور غالباً یہی سب سے مضبوط بات ہے اور یہی دلیل ہے کہ یہ ''عمل'' قرآن و حدیث میں ''مروجہ انداز و کیفیت کے ساتھ'' موجود ہی نہیں وگرنہ تو ''ائمہ ومحدثین'' کا دور تو قرآن و حدیث کی حکمرانی، ترویج اور بالا دستی کا دور تھا یہ مسئلہ اس وقت کے خیار علماء کرام سے مخفی کیسے رہ سکتا تھا۔

اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا تھا ''جو عمل اس (خیر القرن) وقت میں دین کا حصہ نہ تھا وہ آج بھی دین کا حصہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (الاعتصام)

قارئین کرام یاد رکھئے گا کہ ہم نے قادری صاحب کی ہیڈنگ ''ائمہ ومحدثین'' پر نظر عنایت نہیں کی وگرنہ تو نہ جانے کتنے ''ائمہ و محدثین'' فقط قادری صاحب کے ہاں ہی ''ائمہ و محدثین قرار پاتے۔ جمیع اہل سنت کے ہاں نہیں۔

اور یاد رہے کہ اس زیر بحث عنوان میں ''دلائل قرآن و حدیث'' سے کوئی تعرض نہیں ہے کیونکہ قادری صاحب نے اسے ''ائمہ ومحدثین'' کی ''نظر میں'' مقید کر دیا ہے۔

اور شاید یہی وجہ ہے کہ قادری صاحب کے پیش کردہ ''ائمہ ومحدثین'' میں سے کسی نے شاید ہی کبھی کوئی دلیل قرآن وسنت سے ذکر کی ہو!۔ حاشا وکلا۔

کسی کی رائے اور نظر سے نہ تو کوئی عمل سنت قرار پاسکتا ہے اور نہ ہی اس پر کسی ثواب کی نوید سنائی جاسکتی ہے اگرچہ کہنے والے کہہ دیتے ہیں کہ اس ''عمل'' پر اتنا اور اتنا ثواب ملے گا اور یہ اس کی فضیلت وفوائد ہیں۔

آیئے کچھ تفصیل میں چلیں۔

4۔ پر قادری صاحب نے ابو الخطاب ابن دحیہ کلبی (633-544ھ) کو ذکر کیا ہے اور بڑی انکی مدح کی ہے جبکہ حقیقتاً وہ ایک ''وضاع، کذاب اور سلف کا گستاخ شخص تھا۔

(دیکھئے، تدریب الراوی، لسان المیزان، میزان الاعتدال، راہ سنت وغیرہ)

اب یہ کیا راز ہے کہ جناب قادری صاحب ایسے بدنصیب کو ''دلیل'' بنا کر اسکی مدح کریں؟

جنس با جنس کند پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

5۔ جناب نے حافظ شمس الدین الجزری (م 660ھ) کو ذکر کر کے صفحہ 318 پر ان سے نقل کیا ہے کہ: جس سال میلاد منایا جائے اس سال امن قائم رہتا ہے۔

ہم اس پر کیا کہیں کہ ''امن عامہ'' اور ''امن پاکستان'' ہمارے سامنے ہیں۔

حتیٰ کہ ''جلوس میلاد و جشن'' بھی دھماکوں اور حملوں سے غیر محفوظ وغیر مامون۔۔۔ کیا یہ

''میلاد مروجہ'' منانے کی برکتیں ہیں اور امن وچین کے حصول کا ذریعہ ہے؟؟؟

16۔ قادری صاحب نے ترتیب کے اس نمبر پر ''حافظ زین الدین بن رجب الحنبلی (795-736ھ) کو رکھا ہے اور پھر ان کی تصنیف ''لطائف المعارف'' سے ذکر و ولادت کی روایات سے ''جشن میلاد'' کشید کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ انہیں اپنا ہمنوا ثابت کیا جاسکے۔

حالانکہ بات واضح ہے کہاں ذکر ولادت اور کہاں جشن ولادت؟؟؟

اور پھر خود حافظ ابن رجب نے ''لطائف المعارف'' میں لکھ رکھا ہے۔

''مسلمانوں کیلئے جائز ہی نہیں کہ وہ بنا شریعت کے بیان کرے کسی دن کو عید قرار دیں اور شریعت کی بیان کردہ عیدیں سالانہ یہ ہیں۔ یوم الفطر، یوم الاضحیٰ، ایام التشریق جبکہ ہفتہ واری عید یوم الجمعہ ہے اور اس کے علاوہ کسی اور دن کو عید قرار دینا بدعت ہے بے اصل ہے۔''

نبی علیہ السلام نے فرمایا: لاتتخذوا اشهراً عیداًو لا یوماً عیداً۔ (مصنف عبدالرزاق 7853)

یعنی کسی مہینے کو (از خود عید قرار نہ دو اور نہ ہی کسی دن کو یوم عید قرار دو۔

(دیکھئے لطائف المعارف 228)

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کی عبارت بالکل واضح ہے جبکہ قادری صاحب کا انہیں اپنا ہمنوا قرار دینا۔

دجل ہے، فریب ہے، دھوکہ ہے۔ ھل من مدکر؟

21۔ ترتیب کے اس نمبر پر ''امام سیوطی (911-849ھ)'' کا ذکر کرتے ہیں اور یہ بتلاتے ہیں کہ وہ بھی اس ''مروجہ میلاد'' کی مدح کرتے ہیں بلکہ اسے دلائل بھی فراہم کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ جناب بلاشبہ ''امام سیوطیؒ'' اس عمل کے جواز کی طرف گئے ہیں مگر جہاں تک دلائل کا تعلق ہے تو خود امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

وھذا ان لم یرد فیه نص، ففیه القیاس۔۔۔ (حسن المقصد فی عمل المولد ص 51)

یعنی اس ''عمل'' پر کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی بلکہ اس میں قیاس کیا جاتا ہے۔ مگر قادری صاحب امام سیوطیؒ کی بات کو کیوں نقل کریں گے؟؟؟

30۔ اس نمبر پر جناب نے ''ملا علی قاری حنفی (م 1014ھ)'' کا ذکر کیا ہے اور انکی کتاب ''المولد الروی'' سے عبارتیں نقل کر کے انہیں اپنا ہمنوا ثابت کیا ہے۔

بے شک علامہ ملا علی قاری حنفی نے یہ کتاب لکھی ہے اور جو کچھ لکھا ہے وہ بھی قادری صاحب نے اپنے الفاظ میں لکھ دیا ہے۔

مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب ''علامہ الجزری'' نے استدلال کیا کہ ''جب اھل صلیب نے اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو عید بنا رکھا ہے تو اہل اسلام اپنے نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتکریم کے زیادہ حقدار ہیں''

تو ''ملا علی قاری'' نے اعتراض کیا کہ: لیکن اس پر سوال ہوگا کہ ہمیں تو اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔ شیخ نے اس سوال کا جواب بھی نہیں دیا۔

(المورد الروی مترجم ص 293)

گویا علامہ علی قاری کے ہاں یہ ''مروجہ میلاد'' کا عمل عیسائیت کے مشابہ قرار پاتا ہے۔

ملا علی قاری کا مذکورہ اعتراض مولانا کوکب نورانی نے بھی اپنی کتاب ''اسلام کی پہلی عید'' میں ص **46** پر ذکر کیا ہے۔

مگر قادری صاحب جیسے ''فھیم'' ''ڈاکٹر'' یہ عبارتیں کیوں نقل کرنے لگے!!!

31 ۔ پر، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (1034-971ھ) کا ذکر کیا ہے اور پھر سیاق و سباق کے بغیر ایک رخ سے شیخ کی بات نقل کر دی ہے اور وہ بھی اس طرح کہ گویا شیخ بھی ڈاکٹر صاحب کے ہمنوا ہیں۔

ہم اس سلسلے میں قارئین کو بتاتے ہیں کہ

اولاً: تو جناب قادری صاحب نے شیخ سرہندی کا مکتوب **72** ''کاٹ چھانٹ'' کے بعد ذکر کیا ہے۔ دارالاشاعت کراچی کی طباعت میں آپ اسے حصہ سوم کے مذکورہ نمبر پر دیکھ سکتے ہیں۔

ثانیاً: جب تک کہ کسی شخص کی مزید تحریریں نہ دیکھ لی جائیں اس وقت تک ان کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا صحیح نہیں ہوسکتا بلکہ تو اسے ایک علمی خیانت کا نام ہی دیا جائے گا۔

شیخ احمد سرہندیؒ مکتوب **273** جلد اول میں فرماتے ہیں۔

''آپ کو لکھا جا چکا ہے کہ سماع کے منع کا مبالغہ مولود کے منع ہونے کو بھی شامل ہے جو نعتیہ قصیدوں اور غیر نعتیہ شعروں کے پڑھنے سے مراد ہے۔

لیکن برادر عزیز میر محمد خان اور بعض اس جگہ کے یا جنھوں نے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس مجلس مولود خوانی سے بہت خوش ہیں ان پر مولود نہ سننا اور ترک کرنا بہت مشکل ہے۔''

میرے مخدوم!

اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور منامات اور خوابوں کو کچھ بھروسہ ہوتا تو مریدوں کو پیروں

کی حاجت نہ رہتی۔۔۔۔۔ (صفحہ 1/678)

مزید فرماتے ہیں:

اس منع کرنے میں فقیر کا مبالغہ اپنی طریقت کے مخالفت کے باعث ہے۔

طریقت کی مخالفت خواہ سماع ورقص سے ہو خواہ مولود اور شعر خوانی سے۔۔۔

حضرت خواجہ نقشبندی نے فرمایا ہے کہ: ''میں نہ یہ کام کرتا ہوں اور نہ ہی انکار کرتا ہوں۔''

آپ نظر انصاف سے کام لیں اگر بالفرض حضرت ایشاں اس وقت دنیا میں زندہ ہوتے اور یہ مجلس و اجتماع ان کی موجودگی میں منعقد ہوتا ہوکیا آیا حضرت اس وقت دنیا میں زندہ ہوتے اور اس اجتماع کو پسند کرتے یا نہ، فقیر کا یقین ہے کہ حضرت ہرگز اس امر کو پسند نہ کرتے بلکہ انکار کرتے۔۔۔ (صفحہ 1/681 طبع دارالاشاعت)

اب ازراہ انصاف بتائیں شیخ احمد سرہندی کا اس سلسلے میں کیا موقف ہے؟ یقیناً قادری صاحب کے خلاف۔ مگر موصوف کو ہر عالم ''مروجہ میلاد'' کا حامی نظر آتا ہے نہ جانے کونسی ''عینک'' جناب لگاتے ہیں جو ''مولود'' تو دکھاتی ہے ''ممنوع'' نہیں دکھاتی؟؟

38 ۔ اس نمبر پر قادری صاحب نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (1239-1159ھ) کو ذکر کرکے انکی عبارت سے خودساختہ ''جواز میلاد مروجہ'' کشید کرنے کی کوشش کی ہے۔

حالانکہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تو فرماتے ہیں: سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان میں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین۔۔۔(دیکھئے فتاویٰ عزیزی صفحہ **199** مترجم، ایچ ایم سعید کمپنی۔ کراچی)

اور یہی شاہ عبدالعزیز دہلویؒ تحفہ ''اثنا عشریہ صفحہ **666** طبع دار الاشاعت'' میں لکھتے ہیں:

اسی طرح کسی نبی کے یوم تولد یا یوم وفات کے دن کو عید قرار نہیں دیا گیا۔

قارئین کرام! غور کیجئے کہ ''قادری صاحب'' کس درجہ ''خائن'' ثابت ہوتے جارہے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا ''مومن خائن نہیں ہوسکتا'' اور نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا ''خیانت منافق کی نشانی ہے۔''[1]

50 ۔ ترتیب کے اس نمبر پر مولانا اشرف علی تھانوی (1362-1280ھ) کو ذکر کیا ہے اور ان سے اثبات ''میلاد مروجہ'' کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔ ''بہر حال میلاد شریف منانا ان

---

[1] قادری صاحب اور ان کے مقلدین غور کریں انہیں بارگاہ رسالت ﷺ سے کیا ڈگری مل رہی ہے!!

کے نزدیک جائز اور مستحب امر تھا۔ (صفحہ 395)

قادری صاحب کا بس نہیں چلتا وگرنہ تو وہ شاید ہر ہر تصنیف و ہر ہر مصنف سے ''مروجہ میلاد وجشن'' بذریعہ استنباط ثابت کردیتے یہ تو انکی نوازش ہے کہ انہوں نے اصحاب خیر القرون کو استثناء دے دیا!!!

اشرف علی تھانوی صاحب نے تو بڑی علمی گرفت کی ہے ''میلادیوں'' کی۔ وہ کہتے ہیں یہ استنباطات کرنے والے ''مقلد'' درحقیقت غیر مقلد ہیں کیونکہ ''مروجہ میلاد'' نہ ہدایہ میں ہے اور نہ درمختار میں۔ (خطبات میلاد النبیؐ صفحہ 130)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: قرآن وحدیث سے ممانعت اس عید مخترع کی ثابت ہوئی۔ پھر لکھتے ہیں: یہ عید میلاد بدعت اور امر مخترع واجب الترک ہے۔ (صفحہ 86) (نیز صفحہ 93)

مزید فرماتے ہیں: پس حدیث سے اتنا ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا تو تم بھی اتنا ہی کرلو باقی عید میلاد النبیؐ وغیرہ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔
(خطبات میلاد النبیؐ صفحہ 132)

کیا اب بھی قادری صاحب عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے کہیں گے۔ میلاد شریف منانا ان کے نزدیک جائز اور مستحب امر تھا؟؟؟

قارئین کرام دوسرا عنوان شروع ہونے سے قبل سمجھ لیجئے کہ ہم نے گزشتہ گفتگو میں طاہر قادری صاحب کے بیان کردہ جن ''ائمہ ومحدثین'' کے اسماء کو بمع تبصرہ ترک کیا ہے اس کی وجہ تحریر کو مختصر انداز میں پیش کرنا ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ''ائمہ ومحدثین'' نے بھی ''مروجہ میلاد'' کی حمایت کبھی نہیں کی بلکہ انہوں نے نفس ذکر ولادت اور بیان سیرت طیبہ کا اثبات کیا ہے اور یہی تو لفظ میلاد کی حقیقت ہے جس کا اقرار قادری صاحب کو بھی ہے۔ انکی کتاب کا ابتدائیہ دیکھ لیجئے۔

نیز یہ کہ جناب کے بیان کردہ علماء میں سے اکثریت نے اس ''مروجہ میلاد'' کو بدعت کہا ہے، جو خود قادری کی تحریر میں عیاں ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ قادری صاحب نے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ جیسے علماء کو بھی اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کی ہے حالانکہ ان کا اس ''مروجہ عمل'' کی تردید کرنا یا کراہیت بیان کرنا اظہر من الشمس ہے۔

اور یہ بھی خوب لکھا ہے کہ ''محمد بن عبدالوہاب بانی غیر مقلدین ہیں!!!''

گویا قادری صاحب کہنا چاہتے ہیں کہ ان سے قبل غیر مقلدین نہ تھے۔

تو معلوم ہونا چاہئے کہ صحابہ تمام کے تمام، تابعین عظام سب کے سب اور ائمہ حدیث اور ائمہ اربعہ وغیرہ سب ہی تقلید سے تہی دست تھے اور یہ کوئی عیب نہیں بلکہ ''فخر'' ہے۔ وگرنہ تو ائمہ پر موجودہ ''مقلدین'' کیا فتویٰ صادر کریں گے اور پھر اثبات ''میلاد مروجہ'' میں تو سارے بریلوی مقلد ہی غیر مقلد بنے پھر رہے ہیں، کبھی استنباط کرتے [1] ہیں کبھی قیاس؟

یاد رہے کہ مقلد کی ضد محقق یا متبع سنت آتی ہے۔ غیر مقلد نہیں۔ قادری صاحب زیر نظر مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ سے ایک بھی قول نقل نہیں کرسکے اور دوسرے کی تقلید پر چل پڑے ہیں جبکہ ان کے ہم مشرب بھائی ''صاحب جاء الحق'' کے ہاں ائمہ اربعہ کی تقلید سے خروج انسان کو ''ضال مضل'' بنادیتا ہے اور کبھی کبھی ''کفر'' میں پہنچا دیتا ہے۔ قادری صاحب سوچ لیں؟؟؟ (دیکھئے جاء الحق صفحہ 26)

قادری صاحب کے تاریخی میلاد کی حقیقت:

پھر قادری صاحب عنوان قائم کرتے ہیں: ''بلاد اسلامیہ میں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ''

اس عنوان کے تحت ایک جگہ لکھتے ہیں: ہر اسلامی ملک اپنی ثقافت اور رسم و رواج کے مطابق محبت آمیز جذبات کے ساتھ یہ مہینہ مناتا ہے۔ (صفحہ 402)

*غور کیجئے کہاں قرآن وحدیث سے ''ثابت شدہ امر'' اور کہاں ''رسم و رواج'' شاید قادری صاحب کا مبلغ علم یہی ہے؟ کیا واقعی ''جشن میلاد'' کی حیثیت ایک علاقائی اور ملکی رسم و رواج کی ہے؟

تو پھر یہ قرآن وحدیث کا ''ثابت شدہ امر'' کیسے ہوگا کہ ہوسکتا ہے بعض جگہ یہ رسم و رواج بالکلیہ ہی مفقود ہو تو کیا یہ کہا جائے گا کہ اس جگہ کے لوگوں نے قرآن وسنت کے ثابت شدہ امر کو چھوڑ دیا ہے؟ اور وہ پھر بھی مسلمان ہی ہوں گے؟

''من کان ہذا القدر مبلغ علمہ
فلیستتر بالصمت والکتمان''

---

1) استنباط و اجتہاد صرف ''مجتہد'' ''غیر مقلد'' ہی کا حق ہوتا ہے، مقلد کا نہیں۔ فافہم

شاید آنے والے وقتوں میں قادری صاحب ''جشن میلاد مروجہ'' نہ منانے والوں پر کوئی فتویٰ صادر کریں مگر امید ہے کہ یہ ضرور یاد رکھیں گے کہ یہ علاقائی ''رسم و رواج'' ہے جو کہ خیر القرون میں رائج نہ تھا؟؟؟ کس کس پر فتویٰ صادر ہوگا!!!

آگے چل کر قادری صاحب نے مکہ، مدینہ، مصر اور برصغیر پاک و ہند وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہاں ہمیشہ سے ''جشن میلاد'' منانے کا اہتمام ہوتا رہا ہے۔

ہمارا یہ سوال ہے کہ ''آج تو مکہ و مدینہ وغیرہ میں یہ عمل دکھائی نہیں دیتا بلکہ وہاں کے علما نے بڑی شد و مد کے ساتھ ''مروجہ جشن وجلوس'' کو ''بدعت'' قرار دیا اور اس کا انکار کیا ہے اور حقیقت ہے کہ ہمیشہ سے ہی (یعنی جب سے یہ مروجہ میلاد شروع ہوا ہے) اہل علم اس کا انکار کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ بھی وضاحت کہ اس عمل میں نصاریٰ کی مشابہت ہے نیز یہ عمل خیر القرون میں نہ تھا۔

مروجہ میلاد کو بدعت کہنے والے علماء کی ایک فہرست:

قادری صاحب نے جن ''ائمہ ومحدثین'' کو ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر علماء موصوف کے ''مروجہ میلاد'' سے بری ہیں۔

علماء تردید وتبدیع کچھ اس طرح ہیں:

(۱) امام تاج الدین فاکھانی، (۲) حافظ ابوالحسن علی بن مقدسی، (۳) امام ابن تیمیہ، (۴) قاضی شہاب الدین حنفی، (۵) امام شاطبی، (۶) امام ابن رجب حنبلی، (۷) ابوعبداللہ ابن الحاج، (۸) محمد بن عبدالسلام خضر قشیری، (۹) رشید رضا مصری، (۱۰) محمد بن ابراہیم آل شیخ، (۱۱) شمس الحق عظیم آبادی، (۱۲) شاہ عبدالعزیز دہلوی، (۱۳) مجدد الف ثانی، (۱۴) عبدالحی لکھنوی، (۱۵) عبداللہ بن حمید، (۱۶) شیخ ابن باز، (۱۷) حامد الفقی، (۱۸) ابوبکر الجزائری، (۱۹) صالح بن فوزان، (۲۰) میاں نذیر حسین محدث دہلوی، (۲۱) اشرف علی تھانوی، (۲۲) سرفراز صفدر، (۲۳) عبدالشکور مرزا پوری، (۲۵) امام نصیر الدین شاہی، (۲۶) عبدالرحمن مغربی، (۲۷) احمد بن محمد مصری مالکی، (۲۸) شیخ الحنابلہ شرف الدین احمد، (۲۹) علامہ حسن بن علی، (۳۰) ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبدالحمید مالکی، (۳۱) محمد بن ابی بکر مخزومی، (۳۲) حافظ ابو بکر عبدالغنی (ابن نقطہ بغدادی)، (۳۳) ابن رجب آفندی، (۳۴) فخر الدین خراسانی، (۳۵) شعرانی صاحب تنبیہ، (۳۶) مفتی رشید احمد گنگوہی،

(۳۷) مولانا یوسف لدھیانوی، (۳۸) حمود بن عبداللہ التویجری، (۳۹) شیخ محمد بن سعد بن شقیر، (۴۰) شیخ اسماعیل بن محمد الانصاری۔

اور بالاتفاق ''خیر القرون'' کے تمام اصحاب رسولؐ، تمام تابعین عظامؒ اور تمام اتباع تابعین کرام اور تمام ائمہ حدیث وفقہ۔ اس ''مروجہ میلاد'' سے بے خبر تھے۔

پھر قادری صاحب ایک اور عنوان اس طرح قائم کرتے ہیں: ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی جانے والی گراں قدر تصانیف''

گویا وہ اس طرح بھی ''مروجہ جشن وجلوس'' ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ بات صرف اتنی سی ہے کہ جن کتابوں کے قادری صاحب نے حوالے دیئے ہیں وہ ''مروجہ میلاد'' پر نہیں بلکہ ''ذکر ولادت'' فضائل نبی مکرمؐ اور آپکی سیرت طیبہ وخصائل حمیدہ پر لکھی گئی ہیں اور عربی میں چونکہ یوم ولادت، وقت ولادت اور جائے ولادت کو ''میلاد'' سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے لہٰذا قادری صاحب نے اس لفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

اور اس طرح جناب نے تقریباً 116 کتابوں کے نام گنوا کر عوام الناس کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ حالانکہ ان تمام کتب میں سیرت طیبہ، فضائل رسول ہاشمی وغیرہ ہی بیان ہوئے ہیں۔

میلادی روایات کا تجزیہ:

اب آیئے ہم آپ کو قادری صاحب کی ''گراں قدر تصانیف'' کی حقیقت دکھلائیں۔ محمد مظفر عالم جاوید صدیقی صاحب نے ایک ضخیم کتاب ترتیب دی ہے جس کا نام ہے ''اردو میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' (تحقیق، تنقید، تاریخ) اور مظفر عالم صاحب قادری صاحب کے ہم مشرب وہم مسلک ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔

وہ اس کتاب میں لکھتے ہیں:

میلاد ناموں میں روایات کا ایک لامتناھی سلسلہ قائم ہوگیا ہے، ان روایات کا بظاہر نہ کوئی ماخذ ہے اور نہ مبداء، سینکڑوں روایات ایسی ہیں جن کی صحت کو پرکھنے اور درایت کی کسوٹی پر کسنے کے لئے بے شمار کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑے گا، بے شمار روایات ایسی بھی ہیں جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی چلی آرہی ہیں۔ بایں ہمہ بیشتر میلاد ناموں میں ضعیف بلکہ موضوع اور وضعی روایات کی بھرمار ہے۔

ان کتب کے دلائل کے بارے میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں: یہی کتابیں ہیں جنھوں نے معجزات کی جھوٹی اور غیر مستند روایتوں کا ایک انبار لگا دیا ہے اور انہی سے میلاد و فضائل کی تمام کتابوں کا سرمایہ مہیا کیا گیا ہے، خوش اعتقادی اور عجائب پرستی نے ان غلط معجزات کو اس قدر شرف قبول بخشا کہ ان کے پردہ میں آپؐ کے تمام صحیح معجزات چھپ کر رہ گئے اور حق و باطل کی تمیز مشکل ہو گئی حالانکہ ایسے تمام ذخیرہ سے کتب صحاح اور خصوصاً بخاری و مسلم خالی ہیں۔ کتب دلائل کے ان مصنفین کا مقصد معجزات کی صحیح روایات کو یکجا کرنا نہیں بلکہ کثرت سے عجیب وغریب واقعات کا موادفراہم کرنا تھا، تاکہ خاتم المرسلینؐ کے فضائل و مناقب کے ابواب میں معتدبہ اضافہ ہو سکے۔ بعد کو جو احتیاط پسند محدثین آئے، مثلاً زرقانی وغیرہ، وہ ان روایات کے نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تردید اور تضعیف بھی کرتے گئے لیکن جو چیز اس وسعت کے ساتھ پھیل گئی ہو، جو اسلامی لٹریچر کا ایک جزو بن گئی ہو، جو اس کی رگ و پے میں سرایت کر گئی ہو، اس کے لئے صرف اس قدر کافی نہیں بلکہ وہ مزید تنقید کی محتاج ہے، خصوصاً اس لئے کہ ہمارے ملک میں میلاد کی مجلسوں میں جو بیانات پڑھے جاتے ہیں، وہ تمام تر ان ہی بے بنیاد روایتوں سے بھرے ہوتے ہیں۔

اکثر و بیشتر میلاد ناموں کا سرمایہ جن کتابوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ ان کی نشاندہی کرتے ہوئے، سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیات ومعجزات پر جو مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے کچھ تیسرے طبقہ میں اور بقیہ تمام تر چوتھے طبقہ کی کتابوں میں داخل ہیں۔ متاخرین نے عام طور پر یہ سرمایہ جن کتابوں سے حاصل کیا ہے، وہ طبری، طبرانی، بیہقی، دیلمی، بزار اور ابونعیم اصفہانی کی تصانیف ہیں۔''

مولود ناموں کے مصنفین نے مواہب اللدنیہ۔ معارج النبوت اور خصائص الکبریٰ کے مواد سے فائدہ اٹھایا ہے اور ان کا سرمایہ درج ذیل کتابوں سے ماخوذ ہے: کتاب الطبقات لابن سعد، سیرت ابن اسحق، دلائل النبوت ابن قتیبہ (م ۲۷۶ھ)، دلائل النبوت ابو اسحاق حربی (م ۲۵۵ھ) شرف المصطفی، ابوسعید عبدالرحمن بن حسن اصفہانی (م ۳۰۷ھ) تاریخ وتفسیر ابوجعفر بن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) مولد یحییٰ بن عائذ، دلائل النبوت جعفر ابن محمد مستغفری (م ۴۳۲ھ) دلائل النبوت ابو القاسم اسماعیل اصفہانی (م ۵۳۵ھ) تاریخ دمشق ابن

عساکر (م ۵۷۱ھ)، ان کے علاوہ ان روایات کا سب سے بڑا خزانہ متاخرین کی دو کتابیں ہیں۔ کتاب الدلائل ابونعیم اصفہانی (م ۴۳۰ھ) کتاب الدلائل امام بیہقی (م ۴۳۰ھ)

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے میلاد میں پڑھی جانے والی مندرجہ ذیل روایتوں کے بارے میں لکھا ہے کہ غلط ہیں:

(۱) نبی کریمؐ کا شب معراج براق پر سوار ہوتے وقت، اسی طرح قیامت کے دن ہر مسلمان کی قبر پر براق بھیجنے کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ لینا، بے اصل ہے۔

(۲) قیامت کے دن حضرت فاطمہؓ کا ہاتھوں میں امامین کا خون آلود اور زہر آلود کپڑے لے کر ننگے سر برہنہ پا خدا کے سامنے عرش کا پایہ پکڑ کر فریاد کرنا اور خون کے عوض میں امت عاصی کو بخشوانا یہ سب محض جھوٹ، کذب اور گستاخی و بے ادبی ہے۔

(۳) شب معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش پر مع نعلین جانا، محض جھوٹ اور موضوع ہے۔

(۴) شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے والدین کا عذاب دکھایا جانا، پھر آپؐ کو والدین یا امت میں سے ایک کو بخشوانے کا اختیار ملنا، آپؐ کا والدین کو چھوڑنا اور امت کو اختیار کرنا محض جھوٹ، افترا اور کذب و بہتان ہے۔

(۵) جس رات آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں، دوسو عورتیں رشک وحسد سے مرگئیں اس کی صحت معلوم نہیں، البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرجانا ثابت ہے۔''

تمام علماء نے اس قسم کی روایات موضوعہ کے بیان کی بڑی شدت سے مخالفت کی ہے۔ پچھلے چند سال سے علامہ ابن حجر مکی ہیثمی (م ۹۷۴ھ) کے نام سے ایک کتاب ''نعمت الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم'' دیکھنے میں آ رہی ہے۔ اس میں نبی کریمؐ کے فضائل و محاسن کے بیان کے علاوہ میلاد شریف منانے کے فضائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں خلفائے راشدین کے حوالے سے فضائل اس طرح [1] مرقوم ہیں:

ا۔ جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

---

[1] قادری رضوی کتب خانہ لاہور نے ابن حجر مکی کی مذکورہ کتاب مترجم شائع کی ہے جو رسائل مصطفیٰ ﷺ کی پہلی کتاب ہے، اس میں مذکورہ روایات خلفاء موجود ہی نہیں ہے۔ ھل من مدکر؟

۲۔جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے اسلام کو زندہ کیا (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۳۔جس شخص نے حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر وحنین میں حاضر ہوا (حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۴۔جس شخص نے حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی تعظیم کی اور میلاد کے پڑھنے کا سبب بنا۔ وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ جائے اور جنت میں حساب کے بغیر جائے گا (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے علاوہ حضرت حسن بصری، جنید بغدادی، معروف کرخی، امام رازی، امام شافعی، سری سقطی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات منقول ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اقوال دسویں صدی ہجری کے بعد تیار کئے گئے ہیں۔ نہ اس زمانے میں درہم خرچ کرنے کی ضرورت تھی اور نہ ہی میلاد النبی کی محافل ربیع الاول کے مہینے میں مخصوص تھیں۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے ابن حجر مکی ھیثمیؒ کے اصل رسالہ ''النعمت الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم'' کی تلخیص نقل کی ہے۔(۳۸۲) جو خود علامہ ابن حجر مکی نے تیار کی تھی۔ اصل کتاب میں ہر بات سند کے ساتھ بیان کی گئی تھی۔ اس میں خلفائے راشدین اور دیگر بزرگان دین کے مذکورہ بالا اقوال کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ایک جعلی کتاب ہے جو علامہ ابن حجرؒ کی طرف منسوب [1] کردی گئی ہے۔

میلاد ناموں کی بیان کردہ روایات کا جائزہ لینے کے لئے درج ذیل چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

۱۔''راوی لکھتا ہے کے جس رات آمنہؓ حاملہ ہوئیں، دوسو عورتیں رشک وحسد سے مرگئیں۔ اس رات کو آسمان کے فرشتوں نے غلغلہ شادمانی کا زمین تک پہنچایا اور اہل زمین نے طنطنہ کامرانی کا آسمان کو سنایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے علم سبز خانہ کعبہ پر نصب کیا، مبارکباد دی۔ فرشتوں نے ارباب زمین کو دروازے بہشت کے مفتوح کردیئے۔ عالم، عالم انوار

۱) اس جھوٹی اور بے بنیاد کتاب کی موضوع روایات کی ترویج کے لیے بریلوی حضرات باقاعدہ ماہ ربیع الاول میں بینرز لگاتے ہیں۔ اللہ یھدیھم

اقدس سے معمور ہوگیا۔ ابلیس پہاڑوں میں جاچھپا، چالیس شبانہ روز صحرا اور دریا میں سرگرداں رہا۔ بت روئے زمین کے سرنگوں ہوئے۔ حیوانات قریش کے بولنے لگے اور بشارت دی چرند پرند کو کہ آج آمنہؓ خاتون حاملہ ہوئیں، اب زمانہ خیرالبشر ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا نزدیک آیا۔''

۲۔''روایت ہے کہ ہجوم محشر میں غیب سے آواز آئے گی کہ ''اے میدان حشر کے مرد اور عورتو! اپنی اپنی آنکھیں بند کرلو۔ مقام ادب ہے کہ ہمارے محبوب کی بیٹی فاطمہ زہرا، علیؓ شیر خدا کی بی بی، حسن مجتبیٰؓ اور حسینؓ شہید کربلا کی والدہ اور زینبؓ مصیبت زدہ کی مادر آتی ہے۔'' حالانکہ عورتوں سے عورت کا پردہ کچھ ضروری نہیں، مگر وہ اس طرح سے آوے گی کہ عورتیں دیکھنے کی متحمل نہ ہوں گی۔ یہ آواز سنتے ہی سب اپنی اپنی آنکھیں بند کرلیں گے اور عمامہ مبارک حضرت شاہ مرداں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون آلود دست راست میں لئے، اور کرتہ زہر آلود حضرت امام حسینؓ کا ایک کندھے پر ڈالے اور حضرت امام حسینؓ کا پیرہن خود آلود دوسرے شانے پر رکھے زار زار روتی اور درگاہ الٰہی میں فریاد کرتی ہوئی تشریف لائیں گی اور عرش پروردگار کا پایہ پکڑ کر یوں کہیں گی ''خدایا! میرے حسین کو ڈیڑھ سو خط بھیج کے بلایا، پھر وہ سلوک کئے کہ خیمے تک کو جلایا اور ریگستان کربلا میں بھوکا پیاسا خنجر سے شہید کیا۔ تو ہی انصاف کر کہ میرے بچے کا کیا قصور تھا۔ آپ کے بیان سے فرشتے آسمان کے روتے روتے بیہوش ہوجائیں گے اور پیمبر منبروں سے گر پڑیں گے۔''

۳۔جب سدرۃ المنتھی سے چلنے کا قصد کیا، جبرائیلؑ نے کھڑے ہوکر کہا:

اگر یک سرے موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

حضرتؐ نے فرمایا: اے جبرائیل! ایسے مقام پر مجھ کو تنہا چھوڑے جاتے ہو، ندا آئی: ''یامُحمدد عَاکَ الجلَیل لَاتَنظُر اِلٰی جبرئیل'' وہاں سے ایک ہاتھ نکلا اور اندر حجاب کے لئے گیا۔ ستر حجاب نور وظلمت کے اس طرح طے ہوئے۔ موٹائی ہر حجاب کے پانچ سو برس کے راہ اور مسافت ایک سے دوسرے کی پانچ سو برس کا فرق۔ وہاں پر براق رفتار سے باز رہا۔ رفرف سبز ظاہر ہوا کہ نور اوس کا آفتاب و ماہتاب پر غالب تھا۔ اس پر بیٹھ کر ستر ہزار حجاب اور طے کئے۔ ہر پردہ ستر ہزار برس کی راہ، رفرف نے سب پردوں سے گذارنا۔ ایک پردہ درمیان عرش اور حضرت کے باقی تھا کہ رفرف غائب ہوگیا۔(۳۷۵)

۴۔''صفیہ بنت عبدالمطلب سے روایت ہے کہ شب ولادت آنحضرتؐ بجائے دائی قابلہ کے میں خدمت گذار تھی کہ جب آپؐ پیدا ہوئے، میں نے چاہا کہ غسل دوں، ایک نور ظاہر ہوا کہ آفتاب کو اس نور سے کچھ نسبت نہ تھی۔ ایک آواز بلند آئی کہ ''اے صفیہ! غسل اس مولود کو نہ دے کہ ہم نے پاک و پاکیزہ کرکے بھیجا ہے۔ حاجت غسل کی نہیں ہے، میں نے گود میں لیا تو معائنہ کیا کہ پشت مبارک

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ آله

لکھا ہے۔''

۵۔''حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ بعد ولادت سرور عالم، تین فرشتے آسمان سے اترے، ایک کے ہاتھ میں آفتابہ نقرئی، دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمردیں، تیسرے کے ہاتھ میں جامہ سفید تھا۔ انہوں نے حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طشت میں سات بار غسل دیا، پھر اس جامہ سفید کو آپؐ کے زیب جسم اطہر کیا اور کہا ''جوانب چہارگانہ دنیا میں آپؐ کو اختیار فرمانروائی مرحمت ہوا ہے۔ حضرت سرور عالمؐ نے دست مبارکہ وسط طشت میں رکھا، غیب سے ندا آئی، آپؐ نے وسط دنیا یعنی مقام بیت اللہ پسند کیا، اس وجہ سے ہم نے اس کو مسجود خلائق فرمایا۔''

۶۔''حضرت عبدالمطلب نے جب خبر پائی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے کمال خوشی سے دیکھنے کا ارادہ کیا۔ آمنہ خاتونؓ نے فرمایا کہ تم حضرت کو ہرگز نہ دیکھ سکو گے اس لئے کہ جب حضرت پیدا ہوئے ایک شخص آیا اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان سے باہر نہ نکالنا اور تین روز تک کسی کو نہ دکھانا۔ عبدالمطلب کو یہ سن کر غصہ آگیا اور تلوار کھینچ کر مکان میں جانے لگے ایک فرشتہ بڑی عظمت والا ننگی تلوار ہاتھ میں لئے سامنے آیا اور کہا ہٹ جاؤ، جب تک تمام فرشتے آسمانوں کے نبی کریمؐ کی زیارت سے مشرف نہ ہولیں گے اور سلام نہ کرچکیں گے کسی کو دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ جب فرشتے زیارت نبی کرچکے تب عبدالمطلب نے حضرت رسول کریمؐ کو دیکھا۔ بہت خوش ہوئے۔''

ان متذکرہ بالا چند مثالوں کے علاوہ میلاد ناموں میں بے شمار محیرالعقول روایات بیان کی گئی ہیں۔ کئی محققین نے ایسی روایات کو صاف طور پر غلط قرار دیا ہے۔ حافظ عبداللہ کانپوری نے ایسی روایات کے بارے میں لکھا ہے کہ:

مولود کی اکثر کتابوں میں جھوٹی روایتیں لکھی ہیں۔ انہوں نے بعض وضعی روایات کی مثالیں

بھی دی ہیں اور واضح طور پر کہا ہے کہ ایسی باتیں کفر میں داخل ہیں۔''

میلاد ناموں میں لکھی گئی روایات کے بیان کے ضمن میں سید سلیمان ندوی نے سات اسباب پر بحث کی ہے۔ ان کے نزدیک ان روایات کے پیدا ہونے کی بڑی وجہ ایسے مولودخواں ہیں، جن کی دسترس میں صحیح روایات نہیں تھیں اور علم سے محروم تھے۔ انہوں نے اپنی خداداد ذہانت اور قوت اختراع سے ان واقعات کو لطائف صوفیانہ اور مضامین شاعرانہ میں بیان کیا مگر سننے والوں نے انہیں روایت کی حیثیت دے دی یا بعد میں ان بیانات نے روایت کی صورت اختیار کرلی۔ اس طرح سے وقائع میلاد میں وضعی روایات آگئیں اور انہی روایات کو واعظوں اور میلادخوانوں نے امر واقعہ سمجھ لیا اور اسے بطور معجزہ پیش کیا جانے لگا۔ سید سلیمان ندوی نے تقریباً تیس (۳۰) روایات کی نشاندہی کی ہے جو ان کے نزدیک وضعی ہیں جبکہ دیگر اہل سیر اور دیگر مصنفین نے انہیں فضائل نبوی میں شمار کیا ہے۔

میلاد ناموں میں بیان کی گئی روایات کا تذکرہ کرتے ہوئے، ڈاکٹر انور محمود خالد لکھتے ہیں:

''اردو میلاد ناموں میں کئی روایات محیرالعقول ہیں، مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا کرنے سے نو لاکھ برس پہلے نور محمدؐ پیدا کیا، پھر لوح وقلم، کرسی وعرش، زمین وآسمان، ارواح اور فرشتے وغیرہ اسی نور سے پیدا ہوئے، یا یہ کہ ولادت کے بعد ابر کا ایک ٹکڑا آیا اور آپؐ کو اٹھا کر لے گیا اور غیب سے آواز سنائی دی کہ محمدؐ کو ملکوں ملکوں پھراؤ اور سمندروں کی تہوں میں لے جاؤ یا یہ روایت کہ جب آپؐ گہوارہ میں تھے تو آپؐ چاند سے اور چاند آپؐ سے باتیں کرتا تھا اور انگلی سے آپؐ اس کو جدھر اشارہ کرتے تھے وہ ادھر جھک جاتا تھا، معراج کی شب عرش پر نعلین سمیت جانا، جیسی روایات بھی ان میلاد ناموں میں درج ہیں۔ جن کو تسلیم کرنے میں تامل ہوتا ہے۔'' (اردو میں [1] میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ **119 تا 124**)

مروجہ میلاد کے موجد کون۔۔۔۔؟

کیا ہی اچھا ہوتا اگر قادری صاحب یہ بھی بتا دیتے کہ اس ''مروجہ میلاد'' کی ابتدا ''فاطمی شیعوں'' نے کی تھی بلکہ تو یہ انصاف کا تقاضہ تھا کیوں کہ قادری صاحب نے تو ساری دنیا سے اسے ''ثابت شدہ امر'' ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

[1]) یہ قادری صاحب کے گھر کی شہادت ہے۔

''مروجہ میلاد'' کی ابتداء ''فاطمی شیعوں'' نے کی تھی درج ذیل کتابوں میں یہ بات موجود ہے:

(۱) علامہ مقریزی کی (المواعظ والا عتبار بذکر الخطط والآثار)، (۲) علامہ بخیت المطیعی الحنفی کی (احسن الکلام فیما یتعلق بالسنہ والبدعۃ من الاحکام)، (۳) ابو العباس احمد بن علی القلقشندی کی (صبح الاعشی فی صناعۃ الانشاء)، (۴) شیخ علی محفوظ کی (الابداع فی مضار الابتداع)، (۵) الاستاذ سید علی فکری کی (المحاضرات الفکریہ۔عنوان البدع فی الموالد)، (۶) حسن بن ابراہیم اور طہ احمد شریف کی (کتاب المعز لدین اللہ)، (۷) احمد مختار العبادی کی (التاریخ العباسی والفاطمی)، (۸) قاضی دوحہ قطر احمد بن حجر (بدعات کا شرعی پوسٹمارٹم) تفصیل کے لئے (رسائل فی حکم الاحتفال بالمولد النبوی، جز ثانی، طبع ریاض اور دین الحق بجواب جاء الحق)

شاید قادری صاحب کو اس حقیقت کا علم ہی نہ ہوا؟

یا پھر کسی مخصوص ''حکمت عملی'' کے تحت اسے چھپا لینا ہی انہوں نے ایمان سمجھا ہو۔ کیونکہ قادری صاحب ''اتحاد امت'' کے بھی داعی [1] ہیں اور سب سے بڑھ کر تو انہیں فاطمیوں اور رافضیوں سے خطرہ ہوتا ہے کہیں وہ ''ناراض'' نہ ہوجائیں، اسی لئے وہ ماہ محرم الحرام میں جس طرح ''میڈیا'' پر گفتگو کرتے دکھائی دیتے ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ بس ''شیعہ سنی بھائی بھائی'' جناب کھل کر رونے پیٹنے کا ڈھونگ رچاتے ہیں کہ آخر ''اتحاد امت'' کیلئے یہ ''حکمت و مصلحت'' ناگزیر جو ٹھہری اور اپنے نام نہاد ''سنی'' مقلدین کو دکھانے کے لئے ''یوم عاشوراء'' کو عید کا دن لکھ رکھا ہے اور ماہ محرم میں اسے ''یوم ماتم'' بنانے میں لگے رہتے ہیں۔

کیونکہ ''عید لکھدینا'' آسان ہے مگر ''منانا'' حکمت قادری کے منافی؟؟؟ ذرا دیکھے جناب کی میلاد النبی صفحہ 255)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جشن میلاد نہیں منایا:

باب ہفتم کا عنوان قادری صاحب یوں قائم کرتے ہیں '' قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے

---

[1]) قادری صاحب تو ہیپی کرسمس ڈے بھی بالکل ''اپنائیت'' کے ساتھ مناتے ہیں، اور ''بائبل شریف'' کی تلاوت بھی سنتے ہیں۔ یوٹیوب ویب سائٹ دیکھیے۔

جشن میلاد کیوں نہیں منایا''؟

پھر اس کی توضیح بیان کرتے ہوئے ہیڈنگ لگاتے ہیں (ا) صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سانحہ ارتحال انتہائی غم انگیز تھا۔

اور پھر اس کے تحت رقم طراز ہوتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اگر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت تزک و احتشام سے نہیں منایا تو اسکی ایک خاص وجہ تھی جیسا کہ سب جانتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا بھی دن تھا۔۔۔۔۔۔ (454 صفحہ)

گویا اس طرح قادری صاحب بتانا چاہتے ہیں کہ بوجہ غم جدائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام؇ '' مروجہ جشن'' نہ مناتے تھے۔ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قادری صاحب شاید'' اعداء صحابہ'' سے میل جول بڑھانے کی وجہ سے ان کے اثرات قبول کر چکے ہیں اسی وجہ سے وہ صحابہ کے بارے میں یہ بات لکھ گئے جو اوپر ذکر کی گئی ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ جو ''صحابہ کرام'' قرآن و حدیث کی ترویج و آبیاری کیلئے اپنی خواہشات کو بالا طاق رکھ دیا کرتے تھے، اپنے ہر عمل کی نفی کر دیا کرتے تھے وہ اپنے غم میں قرآن و حدیث کے ''ثابت شدہ امر'' کو بھی بھلا دیتے؟ یا پھر یہ عمل ''ثابت شدہ امر'' ہی نہ تھا۔ اور ان کے دور میں تو واقعی نہ تھا جیسا کہ خود قادری صاحب کے حوالوں میں جا بجا لکھا ہے ''مروجہ جشن و جلوس اور محفل میلاد'' خیر القرون، قرون اولیٰ، قرون ثلاثہ وغیرہ میں نہ تھا۔

مگر یہاں قادری صاحب نے صحابہ پر الزام دھر دیا کہ وہ ''غم'' میں مبتلا ہونے کی وجہ سے خوشی کا اظہار نہ کر سکے۔ معاذ اللہ

اور پھر اس کے بالکل برعکس بھی لکھ دیا: سو وہ ولادت کی خوشی میں جشن مناتے نہ وصال کے غم میں افسردہ ہوتے؟؟؟ (صفحہ 454)

پہلے کہا غمزدہ ہوتے پھر کہا نہ وصال کے غم میں افسردہ ہوتے!!

اب کیا صحیح اور کیا غلط؟

قادری صاحب نے مذکورہ بالا صفحے پر مزید دو ہیڈنگز لگائی ہیں (1) انسانی فطرت لمحات غم میں خوشی کا کھلا اظہار نہیں کرنے دیتی (2) کیفیات غم کی شدت قرون اولیٰ میں جشن منانے سے مانع تھی

غور کیجئے کس قدر معصومانہ انداز میں قادری صاحب لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی حالت و کیفیت کی طرف اپنی گفتگو کا رخ موڑ دیا ہے، ہم

یہ عرض کرتے ہیں کہ قادری صاحب آپکی ''عوام کالانعام'' ہوگی تو ہوگی مگر بحمد اللہ ہم سلفی حضرات آپکے چکر میں آنے والے نہیں ہمارا آپ سے سوال ہے کہ ہم نے آپ سے یہ پوچھا ہی کب ہے کہ صحابہ کرامؓ نے وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ''جشن میلاد'' منایا تھا یا نہیں بلکہ سوال تو یہ ہے کہ بعد از اعلان نبوت خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کم وبیش 23 سال تک صحابہ کے درمیان موجود رہے اس دوران یہ ''مروجہ جشن میلاد'' کیوں نہ منایا گیا؟ غم تو وفات کے بعد شروع ہوا تھا نہ؟

صحابہ کرامؓ کے غم کی چند ایک مثالیں ذکر کرنے کے بعد قادری صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:
جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر غم واندوہ اور اضطراب دل کی یہ کیفیت ہو اور یہی دن آپکی ولادت باسعادت کا بھی ہو تو کس کے اندر اتنی تاب ہوسکتی تھی کہ وہ جشن ولادت منانے کا سوچے؟ (صفحہ 468)

* ہمارا سوال یہی ہے کہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرامؓ نے ''مروجہ جشن میلاد'' کیوں نہ منایا؟؟

قادری صاحب کا وفات کیلئے لفظ ''وصال'' استعمال کرنا بھی صوفی ازم کی ترجمانی ہے قرآن وسنت کی نہیں اور جہاں تک تعلق ہے 12 ربیع الاول کا یوم وفات ہونا تو یہ ہمیں تسلیم ہو یا نہ ہو! مگر قادری صاحب کے مسلکی ہم زلف کوکب نورانی صاحب کو یہ تاریخ ہرگز قبول نہیں وہ کہتے ہیں:
یہ خادم آپ کو چیلنج کرتا ہے کہ آپ تقویم سے اس سال ربیع الاول میں 12 تاریخ پیر کے دن ثابت کردیں۔۔۔۔۔۔ حاشیہ میں لکھتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رحلت فرمانے کی تاریخ یکم یا 2 ربیع الاول ہے۔ (دیکھئے اسلام کی پہلی عید صفحہ 31)

اب یہ مسئلہ تو قادری اور نورانی اوکاڑوی خود ہی حل کریں کہ صحیح موقف کیا ہے؟ مذکورہ بحث میں قادری صاحب نے جو ''ڈھول جھونک'' کہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے وہ تو واضح ہو چکا مگر یہ موقف بفرض تسلیم خود علماء بریلی کو بھی منظور نہیں بلکہ علامہ ابو الحسن زید فاروقی فرماتے ہیں: اس وقت مسلمان کو گھر بیٹھنے کی فرصت کہاں تھی جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ دین اور دیگر بڑے بڑے کام کرنے میں مصروف تھے، اب وہ کام کہاں ہیں۔ (دیکھئے خیر المورد فی احتفال المولد صفحہ 560 مطبوع فی رسائل میلاد مصطفی ناشر قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

اب قادری صاحب علامہ زید کو بھی سمجھائیں کہ صحابہؓ نے کیوں نہ منایا، کوکب صاحب کو بھی

پڑھائیں کہ تاریخ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولادت باسعادت کی طرح 12 ربیع الاول ہی تھی ہم تو یہ کہیں گے کہ علامہ زید فاروقی نے صحیح لکھا! آج بریلویت کے پاس صحابہ والے کام کہاں ہیں؟

شاید اسی لیے یہ ''مروجہ جشن وجلوس'' میں لگے ہوئے ہیں۔

قادری صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں: یہی کیفیت (یعنی غم کی کیفیت) تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں بھی رہیں۔ (صفحہ 482)

قادری صاحب گئے غم رسول ﷺ بھول گئے مگر غم حسین رضی اللہ عنہ۔۔۔

پھر عنوان قائم کرتے ہیں ''ولادت کی خوشی غم وصال [1] پر بعد ازاں غالب آتی گئی''

ہم کہتے ہیں قادری صاحب یہ آپ ہی کا ظرف ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کو آپ نے اپنی مرضی سے، منہج صحابہ وتابعین سے انحراف کر کے ''ولادت'' کی خود ساختہ خوشی سے ختم کردیا!!!

یہی آپ کی محبت وعشق کی حقیقت ہے، اچھا ذرا یہ بتائیں کہ بعد ازاں غم رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ بھول گئے مگر کیا وجہ ہے کہ ''غم نواسہ رسولؐ'' نہیں بھول پاتے؟؟؟

شرم مگر تم کو نہیں آتی۔

غم رسول رحمت ﷺ اس قدر سستا؟ اور غم حسین رضی اللہ عنہ [2] اس قدر گراں؟

کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے!!! قادری صاحب انتظار کریں جب حوض کوثر پر تمہیں کہا جائے گا ''سحقا سحقا لمن غیر بعدی'' اللھم لا تجعلنا مع الظالمین اور پھر ظلم تو یہ ہے کہ قادری صاحب نے اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کیلئے ایک ضعیف حدیث کو دلیل بناتے ہوئے نبی علیہ السلام کی وفات کو ''رحمت'' سے تعبیر کر ڈالا۔

ہیڈنگ لگاتے ہیں: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور رحلت دونوں رحمت ہیں''

---

[1]) اللہ نے سچ فرمایا: ان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم وان اطعتموھم انکم لمشرکون۔ الایہ

[2]) ہمیں تو ایسا لگتا ہے کہ: قادری صاحب حنفیہ کی شاخ ''الشیعہ'' سے تعلق رکھتے ہیں۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں: الحنفیہ لھا فروع۔۔۔ منھم الشیعہ۔۔۔ (الرفع والتکمیل)

قادری صاحب کی دلیلیں اکثر و بیشتر ضعیف بلکہ ضعیف تر ہوتی ہیں جبکہ صحیح روایات تو ان کے حلق سے اترتی ہی نہیں خواہ وہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہی کیوں نہ ہوں۔

موصوف کی پیش کردہ روایت حیاتی خیر لکم۔۔۔۔۔ضعیف ہے۔شیخ البانیؒ لکھتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث تمام طرق کے ساتھ ضعیف ہے اور اس سلسلے میں قدرے بہتر حدیث بکر بن عبداللہ المزنی ہے مگر وہ مرسل ہے اور مرسل تو ضعیف احادیث کی اقسام میں سے ہوتی ہے۔محدثین عظام کے نزدیک۔ پھر حدیث ابن مسعودؓ ہے اور وہ مبنی بر خطاء ہے جبکہ اس سلسلے میں انتہائی نا مناسب حدیث انس ہے اپنے دونوں طرق کے ساتھ۔

(سلسلہ ضعیفہ ۲/۴۰۶۔ رقم 975)

امام شاطبی رحمہ اللہ نے صحیح فرمایا تھا کہ اہل بدعت کا اعتماد ضعیف ، سخت کمزور اور ان روایات پر ہوتا ہے جنہیں اصول میں ماہر محدثین قبول نہیں کرتے۔ (الاعتصام 1/152)

قارئین کرام!

ہوسکتا ہے کہ قادری صاحب اور ان کے ہمنوا یہ کہیں کہ حدیث ضعیف ہو تو پھر کیا ہوا ہے تو حدیث ہی نا!!!

اس سلسلے میں ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ کیا ائمہ و محدثین رحمہم اللہ اجمعین نے جو رجال کی چھانٹ پھٹک کرتے ہوئے ہزاروں صفحات تحریر کیے ہیں جو سینکڑوں کتابی شکل میں موجود ہیں۔ یہ سب بیکار ہے،فضول ہے؟

اگر ضعیف اور موضوع روایات بھی دلیل و حجت ہیں تو پھر صحیح اور ضعیف کی اصطلاح بنانے کا کیا فائدہ ؟

اور پھر خود فکر بریلی کے علمبردار کیا کسی روایت کو ضعیف کہہ کر اسے نا قابل عمل قرار نہیں دیتے؟ بالکل قرار دیتے ہیں ہم بحمد اللہ اس کے حوالے بھی دینے کو تیار ہیں۔ان شاء اللہ

قادری صاحب اگر ''وفات'' کو''رحمت'' ہم قرار دیتے تو شاید گستاخ و بے ادب قرار پاتے مگر آپ تو آپ ہی ہیں نا!

جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

کیا قادری صاحب صحابہ و تابعین کو امت مسلمہ سے خارج کرتے ہیں؟ معاذاللہ

قادری صاحب بے سوچے سمجھے مزید''جسارت'' کرتے ہیں فرماتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے موقع پر سوگ منانا اور غم کرنا امت مسلمہ کا[1] وطیرہ اور شیوہ نہیں اس لیے کہ سوگ نعمت کے خاتمے پر کیا جاتا ہے (صفحہ 487، 488)

مزید لکھتے ہیں:''دستِ کرم ہے سر پہ تو غم کس لیے کریں'' (صفحہ 488)

قادری صاحب ہم نہیں کہتے آپ سوگ منائیں کیونکہ آپ کے ہاں تو''سوگ اور غم'' بھی عرس (شادی) کہلاتا ہے۔

مگر کیا صحابہ کرام کا غم نعمت کے خاتمے پر تھا؟ یا پھر کوئی اور وجہ تھی؟

کیا انہیں معلوم نہ تھا کہ وفات تو رحمت ہے؟ غم نہ کرتے کہ دست کرم سر پہ ہے شاید یہ سب قادری صاحب کو ہی ملا ہے صحابہ و اتباع صحابہ تو اس سے شاید آشنا ہی نہ تھے۔جبھی ہر سال غم[2] و اندوہ میں مبتلا ہوجاتے تھے شوخ الاسلام صاحب آپ کو اپنا''مبلغ علم'' مبارک ہو، آپ تو صحابہ کو بھی پیچھے چھوڑ گئے۔

قادری صاحب کی فطرت اور بدعت:

پھر قادری صاحب ایک اور انداز سے استدلال کی کوشش کرتے ہیں'' اظہار خوشی بدعت نہیں تقاضائے فطرت ہے'' (صفحہ 491)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا''عدم اظہار خوشی'' فطرت کے منافی ہے؟ تو کیا نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ صحابہ، تابعین اور ساتویں صدی ہجری تک کے تمام اولیاء کرام اس''فطرت'' سے محروم تھے؟

اور یہ تو قادری صاحب نے کہا کہ''بدعت''نہیں، مگر بدعت کہنے والوں کے مقابلے میں قادری صاحب''چے پدی اور چہ پدی کا شوربہ'' کے مصداق ہیں۔ان کے اپنے ہی پیش کردہ کئی علما نے اسے بدعت قرار دیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ قادری صاحب نے اپنی خواہشات کو

---

[1] صحابہ و تابعین کے غم کا اقرار تو قادری صاحب کو بھی ہے، کیا وہ امت مسلمہ میں شامل نہیں تھے؟

[2] یہ قادری صاحب کا نظریہ ہے جیسا کہ ان کی کتاب سے ظاہر ہے، جبکہ صحابہ و تابعین کا ہر سال غم میں مبتلا ہونا ثابت نہیں، یہ ہمارا نظریہ ہے۔

’’فطرت‘‘ کا نام دیدیا ہے۔بس جس کام کی دلیل نہ ہو کہہ دیا یہ تو فطری عمل ہے؟ بڑی ڈھٹائی سے قادری صاحب ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں’’ اس سے بڑھ کر اگر یہ کہا جائے تو چنداں غلط نہ ہوگا کہ محافل میلاد کا انعقاد اسلامی ثقافت کا جزو لاینفک بن گیا ہے۔ (صفحہ 494)

حالانکہ اسلام جس ہستی مقدسہ ومطہرہ پر نازل ہورہا تھا اسی پر اسی کی زندگی میں مکمل ہوگیا تھا اور ایسا مکمل کہ جس میں کوئی شبہ ہی نہ رہا اور اس تکمیل کا منکر ’’کافر‘‘ ہی قرار پاتا ہے اب کیا یہ ممکن ہے کہ اسلام مکمل ہو اور اسلامی ثقافت غیر مکمل ؟ اور پندرہویں صدی میں قادری صاحب یہ سند جاری کریں کہ آج ’’مروجہ میلاد‘‘ سے اسلامی ثقافت کی تکمیل ہوتی ہے؟

اور پھر ’’شوخ الاسلام‘‘ صاحب کی شوخیاں تو ملاحظہ کریں کبھی ’’مروجہ میلاد‘‘ قرآن وحدیث سے ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں تو کبھی ’’ائمہ ومحدثین‘‘ سے اور جب اصحاب خیر القرون سے ثابت نہ کرسکے تو پھر اسے ’’اسلامی ثقافت‘‘ کا جزو لاینفک قرار دیدیا ہے اور اس سے قبل اسے ’’ثابت شدہ امر‘‘ کے ساتھ ساتھ ’’رسم ورواج علاقائی‘‘ بھی کہنے کی جسارت کرچکے ہیں۔

کلچر کی بات اور نیا دور:

گویا ابھی تک جناب یہ فیصلہ ہی نہیں کرپائے کہ اس ’’مروجہ میلاد‘‘ پر حکم کیا لگائیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غم والم کو بیان کرنے کے بعد پھر ایک اور لغویات کہتے ہیں ’’قرون اولیٰ میں جشن مسرت منانے کا کلچر عام نہ تھا‘‘ صفحہ (494)

گویا یہ ’’مروجہ میلاد‘‘ فقط ایک علاقائی کلچر کی حیثیت رکھتا ہے اور قرون اولیٰ میں یہ عام نہ تھا اور بس تو پھر بتایا جائے کہ یہ قرآن وسنت کا ثابت شدہ امر کیسے ہوا اور پھر گزشتہ صفحات میں یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ ’’کیفیات غم کی شدت قرون اولیٰ میں جشن منانے میں مانع تھی‘‘ (صفحہ 454)

اس باب کے آخر میں قادری صاحب لکھتے ہیں’’ نئے دور کے نئے تقاضے‘‘ (صفحہ 498)

اور پھر خود ہی لکھتے ہیں’’ قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں اہم ملی اور مذہبی اہمیت کے دن بطور تہوار منانے کا کوئی رواج نہ تھا اور اس وقت کی ثقافت میں ایسی کوئی روایت کارفرما تھی جس کے تحت [1] صحابہ کرامؓ یوم نزول قرآن یوم بدر اور یوم فتح مکہ مناتے۔ (498 صفحہ)

[1] قال ابن کثیر رحمہ اللہ: کل قول و فعل لم یثبت عن الصحابة فهو بدعة۔۔۔تفسیر ابن کثیر۔
’’ہر وہ قول وفعل جو (دین میں) صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہو بدعت ہے۔‘‘

شاید قادری صاحب اسلام کے ظہور کے بعد بھی علاقائی رسم ورواج چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ، تہذیب وتمدن اور ثقافت اسلامی تعلیمات کا مظہر ہوتی ہے۔مگر قادری صاحب کو اس سے کیا وہ تو لبرل ہیں اور نظریہ ارتقاء سے متاثر دکھائی دیتے ہیں جس کی بدولت ’’نئے دور کے نئے تقاضے‘‘ اسلامی نظر آنا شروع ہوجاتے ہیں۔قادری صاحب کا اسلام بھی ترقی پذیر رہتا ہے۔آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!!!

نئے عنوانات اور اس کے جوابات:

باب ہشتم کا عنوان موصوف یوں قائم کرتے ہیں: ’’جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجزائے تشکیلی‘‘

پھر اجزائے تشکیلی کے عنوانات اجمالی طور پر ذکر کرکے فصل اول قائم کرتے ہیں اور پھر اس کے تحت لکھتے ہیں۔

’’مجالس واجتماعات کا اہتمام‘‘ پھر اس کے ذیلی عنوانات رقم مسلسل کے ساتھ بیان کرتے ہیں (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ولادت سے قبل اپنی تخلیق کا تذکرہ۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے میلاد کے بیان کے لیے اہتمام اجتماع

(۳) بیان شرف وفضلیت کے لیے اہتمام اجتماع

قارئین کرام غور کیجئے ’’قادری صاحب‘‘ اپنی کتاب کا حجم بڑھانے کیلئے کس طرح نئے نئے زاویوں سے مسئلے کو بیان کررہے ہیں۔حالانکہ بات سیدھی سی ہے کہ اگر زیر نظر ابواب و عنوانات میں بیان کردہ احادیث سے ’’مروجہ میلاد‘‘ کو دلائل عطا ہوتے ہیں تو انہیں ’’دلائل‘‘ میں بیان کردینا چاہئے تھا؟ تکرار خواہ عنوان بدل کر ہو یا پھر ابواب وتراجم بدل کر بہرحال تکرار ہے کیا ہی اچھا ہوتا ہے کہ قادری صاحب اپنے ہم مشرب مولانا کوکب نورانی کی طرح فقط 56 صفحات کی کتاب لکھ دیتے تاکہ عوام بریلی پر بوجھ نہ پڑتا۔۔۔۔۔مگر پھر موصوف کو ’’شیخ الاسلام‘‘ کیسے باور کیا جاتا؟

قادری صاحب کا قائم کردہ پہلا عنوان ان کے ’’مروجہ جشن میلاد‘‘ کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ اس میں تو جناب نے ’’تخلیق ونبوت‘‘ کا ذکر کررکھا ہے اور اگر یہ دلیل ہو بھی تو ’’جشن تخلیق ونبوت‘‘ کہا جائے گا نہ کہ ’’جشن عید میلاد‘‘۔فافهم

باقی بظاہر دونظر آنے والے موضوع اور عنوان معنوی اور روایتی اعتبار سے ایک ہی ہیں۔

جناب نے بلاوجہ دوسرخیاں لگا کر عوام کی توجہ اپنے ''علم'' کی طرف مبذول کروائی ہے۔

اور پھر یہ تینوں مل کر بھی ''مروجہ میلاد'' کی دلیل نہیں بن سکتے کیونکہ

(۱) اس میں ربیع الاول کا ذکر نہیں۔

(۲) اس میں 12 تاریخ کا ذکر نہیں۔

(۳) اس میں ہر سال اس اہتمام کا ذکر نہیں۔

(۴) اس میں مروجہ طریقہ کار بھی موجود نہیں۔

(۵) اس ذکر کردہ عمل کو بھی صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور ائمہ محدثینؒ نے اختیار نہیں کیا چہ جائیکہ اس سے وہ لوگ ''میلاد مروجہ'' کا استنباط کرتے۔

اور اگر قادری صاحب نے از خود ان احادیث سے ''مروجہ میلاد'' پر استدلال کیا ہے تو وہ اس کے اہل ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ وہ تو ''مقلد'' ہیں۔ مجتہد نہیں۔

پھر قادری صاحب ''فصل دوم'' قائم کر کے عنوان لکھتے ہیں ''بیان سیرت وفضائل رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' پھر نمبر وار ترتیب سے ہیڈنگز لگاتے ہیں (۱) احکام شریعت کا بیان (۲) تذکار خصائل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (۳) تذکار شمائل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (۴) تذکار خصائص و فضائل مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (۵) ذکر ولادت اور روحانی آثار و علائم کا تذکرہ۔

* غور فرمائیے ! قادری صاحب نے یہ نئے عنوان قائم کر کے ''تکرار بے جا'' کی ہے۔ کتاب کا حجم بڑھایا یا پھر واقعی یہ ایک نیا عنوان ہے؟ یقیناً علمی دنیا میں یہ کوئی نیا عنوان نہیں ہے بلکہ گزشتہ فصل کے عنوانات کے مترادف ہے۔ سابقہ عنوانات سیرت و فضائل سے ہی عبارت ہیں حتی کہ ''ائمہ حدیث'' نے قادری صاحب کے علیحدہ علیحدہ بیان کردہ عنوانات کو ایک ہی عنوان ''المناقب و الفضائل'' میں بیان کیا ہے۔ مگر قادری صاحب فریب دیتے ہوئے ایک ہی عنوان کے متون و روایات کو الگ الگ سرخیاں دیکر اپنی ''علمی دھاک'' بٹھانا چاہتے ہیں۔

قادری صاحب کا مذکورہ عنوانات کو ''میلاد مروجہ'' کے اجزائے تشکیلی قرار دینا بھی عجیب منطق ہے کیا درج بالا موضوعات فقط ربیع الاول کے ساتھ خاص ہیں اور وہ بھی فقط ایک دن؟

اگر نہیں تو پھر اس سے ''مروجہ میلاد'' پر استدلال کیسا؟؟؟

اور شاید یہ حقیقت ہی ہے کہ ''فکر بریلی'' کے ''علماء وعوام'' سال کے بقایا دنوں میں ''قادری صاحب'' کے بیان کردہ موضوعات سے عملاً محروم رہتے ہیں اور فقط فکر رضا اور مسلک کو فہ

پر ہی ساری توانائیاں خرچ کر ڈالتے ہیں۔

حیران کن بات تو یہ ہے کہ فصل دوم کے نمبر (۱) میں قادری صاحب ''احکام شریعت کا بیان'' لکھ کر اسے موضوع میلاد و جزء میلاد قرار دے رہے ہیں۔ جبکہ اس سے قبل صفحہ **509** پر احکام الٰہی اعمال واخلاق کے مضامین کو موضوعات میلاد سے خارج قرار دے چکے ہیں!!!

۔۔۔۔جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔۔۔۔:

فصل سوم میں قادری صاحب پھر ایک عنوان ''نیا'' قائم کرتے ہیں ''مدحت و نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' بات کو آگے بڑھاتے ہوئے نمبر کی ترتیب سے لکھتے ہیں (۱) قرآن میں نعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی نعت سنی۔

اور پھر آگے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مختلف اصحاب سے نعت سننے کا ذکر کیا ہے اور معروف نعت خواں صحابہؓ کا ذکر کیا ہے۔

ہم اس سلسلے میں عرض کر چکے ہیں اور مزید عرض کرتے ہیں کہ جناب یہ کوئی سیرت وفضائل اور شمائل و خصائل سے جدا چیز نہیں ہے، جسے آپ نے اپنی کتاب کو طول دینے کیلئے علیحدہ ہیڈنگز کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

کیا قادری صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مدحت و نعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع بیان سیرت وفضائل سے جدا ہے؟ اگر ہاں تو اس کا معنی یہ ہوا کہ جناب کو سیرت وفضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی ومفہوم بھی نہیں آتا اور شاید یہی وجہ ہے کہ جناب کو ''شیخ الاسلام'' نہیں بلکہ ''شوخ الاسلام'' کہنا زیادہ مناسب دکھائی دیتا ہے۔

پھر کیا یہ بھی ضروری ہے کہ نعت و مدحت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خود سرور گرامی قدر صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو سنی تھی؟

ہر سال اس ساعت کا اہتمام ہوتا تھا؟

اور کیا یہ سلسلہ ساعت و بیان ہر سال مخصوص تاریخ کے اہتمام کے ساتھ اصحاب خیر القرون وائمہ اربعہ اور دیگر محدثین عظام نے بھی جاری رکھا؟

اور پھر اس میں تو ''مروجہ میلاد'' کا کوئی شائبہ دکھائی ہی نہیں دیتا نہ جشن نہ جلوس نہ جھنڈے!!!

تو پھر یہ کس طرح ''مروجہ میلاد'' کی دلیل و اجزاء ثابت ہوا؟؟؟

قادری صاحب کے ہم خیال مکتب فکر رضا نے اسی طرح ''اجزائے تشکیلی'' کی آڑ میں خود ساختہ صلاۃ غوثیہ، صلاۃ تنجینا، درود ماہی، درود لکھی وغیرہ ایجاد کر ڈالے ہیں اور جب کوئی سمجھائے کہ بھائی دین تو مکمل ہے یہ اضافہ کیوں تو کہتے ہیں ۔ دیکھو درود پڑھنا تو جائز ہے، رکوع کرنا، سجدہ کرنا تو جائز ہے۔ سبحان اللہ العظیم اور ابھی دیکھتے جایئے کہ کیا کچھ ''ایجاد و اختراع'' ہوتا ہے اور دلیل یہی ہو گی کہ اس ''اختراع'' کے اجزائے تشکیلی تو خود قرآن وسنت میں موجود ہیں۔

انتظار کیجئے جب قادری صاحب اور ان کے ہم مکتب فکر رضا کے داعیان شام غریباں، تعزیہ داری اور ماتم، ہولی 'دیوالی، بسنت اور ویلن ٹائن ڈے وغیرہ کو ''بذریعہ اجزائے تشکیلی'' ''بدعت حسنہ'' قرار دیکر سند جواز فراہم کر دیں۔ معاذ اللہ

دیکھئے کسی کے گھر جانا، اس کا مہمانوں کا اکرام وضیافت کرنا، بہترین طعام وشراب پیش کرنا اور احباب کی دلجوئی کرنا وغیرہ سب صحیح ہے، قرآن وسنت میں اس کے دلائل مل سکتے ہیں مگر کیا ان مذکورہ اعمال کو ''اجزائے تشکیلی'' کا نام دیکر میت کے گھر میں جمع ہونا خصوصاً کھانے کیلئے اور پھر بہترین طعام تناول کرنا اور اس میت کے ورثاء کی دلجوئی کرتے ہوئے سے کھلاتے ہوئے خود اپنے شکم کو بھرنا اور پھر اس طرح تیجہ، چالیسواں اور کڑوی روٹی کا بطور اصطلاح کے رواج دیا جانا جائز ہوگا؟

یقیناً نہیں!! کیوں کہ اس پر کوئی دلیل ہی نہیں ملتی اور یہی وجہ ہے کہ خود فکر بریلی کے بانی مولانا احمد رضا خان نے اس طرح کے اجتماع وطعام کو ''بدعت شنیعہ وقبیحہ اور ناجائز قرار دیا ہے۔ (احکام شریعت صفحہ 320)

قادری صاحب ! فقط ''اجزائے تشکیلی'' کے ٹائٹل سے ناجائز کام جائز نہیں ہوجا تا اگر ایسا ہو تا تو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کبھی بھی مخصوص انداز وکیفیت سے ذکر کرنے والوں کو غلط قرار نہ دیتے اور نہ ہی انہیں گمراہی کا دروازہ کھولنے والے قرار دیتے۔ فافہم۔ (سنن دارمی دیکھئے)

فصل چہارم میں عنوان لکھتے ہیں ''صلاۃ وسلام'' اور پھر حسب سابق نمبر کی ترتیب سے بات آگے بڑھاتے ہیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام بھیجنا اللہ تعالی کی سنت اور حکم ہے (۲) سلام کی اہمیت (۳) سلام کی مستقل حیثیت۔ دیگر مضامین کے عنوانات تقریباً اس صلاۃ وسلام کے حوالے سے ہیں۔

قارئین کرام! یہ وہی اجزائے تشکیلی کا موضوع ہے جس پر ہم کافی وافی تبصرہ کر چکے ہیں یقیناً ''صلاۃ وسلام'' بھیجنا اللہ کا حکم ہے، اسکی بڑی اہمیت وفضلیت ہے۔ مگر کیا ''مخصوص تاریخ' مخصوص مہینے کے ساتھ اسے خاص کر دینا، مخصوص انداز اختیار کرنا یہ بھی حکم الہی اور سنت رب العالمین ہے؟؟؟ کیا فقط رکوع، سجود، قیام، قعدہ وغیرہ کے اجزائے تشکیلی سے مخصوص ہیئت ومحدود رکعات کی نماز ایجاد کی جاسکتی ہے؟؟

ایک نیا حج، ایجاد کیا جاسکتا ہے کہ اس کے اجزائے تشکیلی موجود ہوں؟؟؟

اور پھر قادری صاحب کے پیش کردہ دلائل میں تو تاریخ وماہ اور مروجہ جشن میلاد کا کوئی ذکر ہی نہیں تو پھر یہ دلیل کیا دلیل ہوئی؟

قادری صاحب طعن وتشنیع ''صلاۃ وسلام'' پر کوئی مسلمان کر ہی نہیں سکتا مگر وہ کیسا مسلمان ہوگا جو ''دین ایجاد'' کرنے میں لگا رہے اور دلیل ''اجزائے تشکیلی'' کو قرار دے۔ یقیناً دین کی تکمیل کے بعد دین میں اختراعی اعمال کو رواج دینے والا بد بخت بدعتی ہی قرار پائے گا۔

۔۔۔من عمل عملا لیس علیہ امر نا فھو رد ۔۔۔(الحدیث)

۔۔۔من احدث فی امر نا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔۔۔ (الحدیث)

قادری صاحب کی حدیث میں خرد برد۔۔۔؟:

قارئین کرام ہم آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ زیر نظر ''فصل'' میں قادری صاحب کی پیش کردہ احادیث ضعیف ہیں اور بالکل اسی طرح ان کے استدلالات بھی ضعیف تر ہیں مثلاً صفحہ نمبر 587 پر ''القادری'' صاحب نے حدیث لکھی ہے ''وصلوا علی وسلوا''۔۔۔۔

قارئین کرام اس حدیث کے نقل کرنے میں موصوف نے کیا گل کھلائے ہیں؟ آیئے ہم آپکو بتاتے ہیں۔

حدیث پوری نقل نہیں کی، جس کے شاہد جناب کے نقل کردہ الفاظ بھی ہیں کیونکہ ''واؤ'' سے قبل جملہ موجود ہی نہیں جبکہ واؤ ما قبل کا متقاضی ہے۔

حدیث ''لا تجعلو اقبری عیداً'' سے شروع ہوتی ہے مگر موصوف یہ الفاظ گول کر جاتے ہیں کیوں کہ یہ الفاظ جناب کے نظریہ ''عرس وجشن'' کی نفی کرتے ہیں۔ دیکھ لیا کس درجہ خائن ہیں جناب؟؟

اور دوسری خیانت یہ کی ہے کہ ''ابن کثیر'' کا حوالہ لکھنے کے باوجود حافظ ابن کثیر کے مکمل

الفاظ نہیں لکھے اور وہ یہ کہ ''فی اسنادہ رجل لم یسم وقد روی من وجہ آخر مرسلاً'' یعنی اس روایت میں ایک مجہول راوی ہے جبکہ دوسری طرف سے یہ مرسل (ضعیف) بھی روایت کی گئی ہے۔

اگر قادری صاحب حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی بات نقل کر دیتے تو ان کے استدلال کی عمارت خود ہی زمین بوس ہوجاتی نا!!

اور یاد رہے کہ تقریباً ہر روایت کو انہوں نے ابتداء سے نقل نہیں کیا کیونکہ شاید انکی پیش کردہ ہر حدیث میں ہی ''لا تجعلوا قبری عیداً'' کے الفاظ آئے ہیں جو کہ ''عرس'' وغیرہ کی نفی کی دلیل ہیں اور قادری صاحب تو ''عرس'' میں ''وجد'' و ''سرور'' میں رقص پر اتر آتے ہیں۔ استغفر اللہ

ہمارا تبصرہ زیادہ طول نہ پکڑ جائے اس لیے ہم روایات کی اسنادی حیثیت پر تفصیلی کلام سے معذرت خواہ ہیں اور سر دست عرض کرتے ہیں کہ یہ فصل بھی اجزائے تشکیلی کی قسم سے ہے اور فقط اجزائے تشکیلی سے کسی ''خود ساختہ'' عمل کو سنت الٰہی اور سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم قرار نہیں دیا جا سکتا جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں۔

قادری ''قیام'' اور اس کی حقیقت:

فصل پنجم بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جس میں ''قیام'' کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔

اس عنوان کی تفصیل صفحہ نمبر 603 پر لکھتے ہیں : عبادت اور تعظیم میں یہ فرق بہر حال ملحوظ رکھنا لازمی ہے کہ یہ حالت عبادت کیلئے ہے اور یہ تعظیم کیلئے۔

تو کیا ہم القادری صاحب کے اس بیان پر یہ سمجھیں کہ اللہ کی عبادت میں اللہ کی تعظیم نہیں ہوتی؟؟

''ماقدروا اللہ حق قدرہ ـــــ مالکم لا ترجون للہ وقاراً'' کیا بغیر تعظیم الٰہی کے بھی کسی عبادت کا تصور مسلمانوں کے ہاں پایا جاتا ہے؟؟

ایک جگہ موصوف نے ''اقسام قیام'' لکھ کر تقریباً سات اقسام کے قیام اپنے استدلالی جوہر سے ثابت کیے ہیں۔ مگر یہ عجیب ہے کہ ''قیام تعظیم'' جسے نمبر 4 پر ذکر کیا ہے اس کوئی تائیدی دلیل نہیں پیش کر سکے۔ ہاں البتہ ''قیام استقبال اور قیام تعظیم میں فرق'' کے عنوان سے گفتگو کرتے ہوئے کچھ استدلالات ظاہر کیے ہیں۔

قارئین کرام کہیں اکتا نہ جائیں اس لئے ہم فصل پنجم کی بقایا بحث اور اجزائے تشکیلی کی دیگر

فصلوں پر دو ٹوک علمی اور ٹھوس گفتگو کر کے اس بحث کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور اس سلسلے میں ہم ''القادری'' صاحب کی خود ساختہ تفسیر و تاویل اور تحریف کی نشاندہی سرسری انداز میں ہی کریں گے۔ جبکہ تبصرہ بفضل اللہ اسی قدر ہوگا کہ قارئین کرام کی تشنہ لبی قدرے سیراب ہوجائے۔ وباللہ التوفیق۔

موصوف ''قیام استقبال'' کے تحت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ والی حدیث لائے ہیں جس میں ہے کہ ''قوموا الی سیدکم'' جس کا ترجمہ کیا ہے ''تعظیماً'' کھڑے ہوجاؤ۔ صفحہ 607 پر لکھتے ہیں:

یہ گمان کرنا کہ یہ قیام تعظیم اور استقبال کے لئے نہیں بلکہ ایک بیمار شخص کی اعانت کے لئے تھا، متن حدیث کے خلاف ہے۔

قارئین کرام توجہ فرمایئے گا کہ:

(۱) قادری صاحب نے ترجمہ حدیث میں تحریف کردی ہے۔ حدیث میں ''قوموا السیدکم'' نہیں ہے۔ جبکہ ترجمہ ''لسیدکم'' والا کیا گیا ہے۔

(۲) اعانت کی بات کو متن حدیث کے خلاف کہنا درحقیقت جناب کی دجل فریبی ہے یا پھر جناب کو علم ہی نہیں کہ مسند احمد 142/6 میں ہے ''قوموا الی سیدکم فأنزلوہ'' یعنی اپنے سردار کی طرف اٹھ کھڑے ہو اور انہیں اترنے میں مدد دو۔

(۳) صفحہ 607 پر موصوف نے قیام تعظیم اور قیام استقبال کو ایک ہی معنی میں لیا ہے تو ہمارا یہ سوال ہے کہ پھر اقسام قیام میں انہیں الگ الگ کیوں رکھا تھا؟ شاید صفحات بڑھانے کیلئے؟؟؟

اور مزیدار بات یہ ہے کہ صفحہ 612 پر، قیام استقبال اور قیام تعظیم میں فرق بھی بیان کیا ہے۔

صفحہ 613 پر جو قیام تعظیم کی دلیل ذکر کی ہے وہ ضعیف ہے دیکھئے ابو داؤد حدیث نمبر 4775 اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب مجلس برخاست ہوتی ہے تو سب ہی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ قیام اسی قبیل سے تھا جیسا کہ ملا علی قاری الحنفی نے بھی لکھا ہے کہ ''یہ تعظیمی قیام نہ تھا۔ کیونکہ صحابہ کرام تعظیمی استقبال کے لئے کھڑے نہ ہوتے تھے تو گھر کو لوٹتے ہوئے کیسے کھڑے ہوتے ہوں گے۔ (مرقاۃ 86/9 بحوالہ دین الحق 175/2)

مسند احمد 151/3 میں ہے کہ صحابہ کرامؓ کے لئے نبی مکرم ﷺ سے بڑھ کر محترم کوئی بھی نہ تھا مگر وہ نبی علیہ السلام کے استقبال کے لئے تعظیماً کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قیام کو ناپسند فرماتے ہیں۔

ابو داؤد حدیث نمبر 5230 میں ہے عجمیوں (غیر مسلموں) کی طرح کھڑے نہ ہوجایا کرو کہ جیسے وہ ایک دوسرے کو تعظیم دیتے ہیں۔

غور کیجئے کہ جب آقا علیہ السلام بنفس نفیس آئیں تو صحابہ کھڑے نہ ہوں، آپؐ انہیں منع فرمائیں اور امت کو دیکھیں کہ جن کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محفل میلاد میں آنے کی کوئی دلیل ہی نہیں وہ ''قیام'' کو سنت سے ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ویاللفھم والعقول

قارئین کرام! اگر آپ مولوی عبدالسمیع کی ''انوار ساطعہ'' اور مولوی احمد رضا خان کی ''اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تھامۃ'' کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ قیام عند ذکر ولادت شعائر اللہ کی تعظیم میں سے ہے اور پیغمبر زماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کی وجہ سے ہوتا ہے اور تعظیم و محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہے۔ (اس محبت و تعظیم کے وجوب میں کسی کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے)

مگر پھر خود ہی لکھتے ہیں کہ ''اسے بہت سے علماء نے (۱)مستحسن رکھا ہے۔'' (اقامۃ القیامہ ص 52، 40) (انوار ساطعہ ص 346 وغیرہ)

غور کیجئے! اگر قیام محبت و تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب ہے تو اسے بھی واجب ہی ہونا چاہئے نا!!! اہل علم کا قاعدہ ہے۔ مالا یتم الواجب الابہ فھو واجب۔ جس کے بغیر واجب ادا نہ ہو وہ عمل خود واجب ہوتا ہے۔

احمد رضا خان پھر ایک مستحسن ومباح چیز پر اس قدر جذباتی ہوتے ہیں کہ فرماتے ہیں: ''جو شخص قیام کو بدعت وضلالت کہے وہ خبیث، بدعتی، احبار و رھبان پرست ہے۔ (ص 60)

خان صاحب کو دلیل کی حاجت نہیں:

قارئین کرام قادری صاحب تو مروجہ قیام ومولود کو دلیل سے مدلل بنانا چاہتے ہیں مگر ان کے امام احمد رضا خان کہتے ہیں: پس مجلس میلاد و قیام وغیرھا بہت امورِ متنازع فیھا کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم (۲) کرنے کی حاجت نہیں، شرع سے ممانعت نہ ثابت ہونا ہی

۱) جب بلا دلیل ہی سب کچھ لکھیں گے تو ''دروغ گو را حافظہ نہ باشد'' کے مصداق بھول چوک تو ہونی ہی ہے۔

۲) کوئی پوچھے مولانا پھر اس مسئلہ پر کتاب کیوں لکھی؟؟

ہمارے لئے دلیل ہے۔ (ص 65)

اب قادری صاحب کو اگر ''خان صاحب'' کے علم کا اندازہ ہوتا تو شاید وہ اتنی موٹی کتاب کبھی نہ لکھتے کیونکہ اس مسئلہ پر تو دلیل قائم کرنے کی حاجت ہی نہیں؟؟؟

خان کے حواریوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر شرع سے ممانعت کا ثابت نہ ہونا ہی دلیل ہے تو پھر تعزیہ نکالا کرو، شیعوں کی طرح اذان دیا کرو، محرم میں کالے اور سبز کپڑے پہنا کرونا۔۔۔ مگر اس سے قبل ذرا خان صاحب کی ''احکام شریعت'' دیکھ لینا۔

قادری صاحب کا ''معاذ اللہ'' کہنا:

اب ذرا قادری موصوف کی ''علمی بضاعتی'' دیکھئے: صفحہ 640 پر لکھتے ہیں: معاذ اللہ ہم ہر گز یہ نہیں سمجھتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت لحہ موجود میں ہوئی ہے لہٰذا ہمیں قیام کرنا ہے یا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف لا رہے ہیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر قیام کر رہے ہیں۔ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہے نہ ہمارا قیام استقبال کا مظہر۔۔۔

دیکھا آپ نے کہ موصوف معاذ اللہ کہہ کر جس نظریہ کی تردید کر رہے ہیں وہ نظریہ موجودہ مبتدعین عوام الناس ہی میں نہیں پایا جاتا بلکہ اس سے قبل مولانا احمد رضا خان اور مولوی عبدالسمیع انصاری کی کتاب سے بھی آشکار ہوتا آیا ہے۔

قادری صاحب بتائیں کہ اگر یہ اس قدر غلط نظریہ ہے کہ معاذ اللہ کہہ کر اسے بیان کیا جائے تو پھر آپ کی عوام اور حتیٰ کے آپ کے امام پر کیا فتویٰ لگے گا؟؟؟

قادری صاحب کے مسلک کے تمام علماء اور عوام الناس وہی عقیدہ ونظریہ لیکر ''قیام'' کرتے ہیں جس کی تردید قادری صاحب نے ''معاذ اللہ'' کہہ کر کی ہے۔

اور خود قادری صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''لحہ موجود'' میں تشریف لائے ہیں۔ جناب کی عبارت دیکھ کر فیصلہ کیجئے۔ فرماتے ہیں:

ہم اس گھڑی کو اپنے تصور و تخیل میں رکھتے ہوئے محبت اور فرحت کا اظہار کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیائے آب وگل میں تشریف لائے۔

(صفحہ 644)

اور صفحہ 642 پر خود ہی لکھتے ہیں: یہ قیام اس لئے بھی نہیں کیا جاتا کہ ''معاذ اللہ'' ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لحہ موجود میں متولد ہو رہے ہیں۔ کوئی احمق اور فاتر

العقل شخص ہی ایسی سوچ رکھ سکتا ہے۔

دیکھ لیجئے قادری صاحب خواہ کتنے حیلے بہانے کریں معاذ اللہ کی گردان کریں یا خود کو اور اپنی ذریت کو احمق اور فاتر العقل گردانیں مگر وہ اپنے موروثی عقیدہ کے اظہار سے باز نہیں رہ سکتے!!!

قارئین تجربہ کر کے دیکھ لیجئے تمام قائلین قیام و مولود مروجہ ایک مخصوص ٹائم میں لمحے میں ہی قیام کرتے دکھائی دیں گے۔ پوری رات کی محفل میں نہیں۔ کیوں آخر کچھ تو ہے نا ہم کہتے ہیں۔ معاذ اللہ، احمق، فاتر العقل۔ لوگ

اور یہ جو موصوف نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح محافل میلاد میں جلوہ گر ہوسکتی ہے تو جناب ہم بصد احترام پوچھتے ہیں اس عقیدہ پر کیا دلیل ہے؟؟

نیز یہ کہ کیا اس وقت جسد اطہر قبر مبارک میں بلا روح رہ جاتا ہے؟؟ تو پھر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کا آبائی عقیدہ ہے وہ کیسے سلامت رہے گا؟؟؟

یہ بھی یاد رہے کہ قادری مشرب کے ممدوح امام علامہ ہیتمی فرماتے ہیں: اثناء مولدہ الشریف قیام کرنا بدعت ہے۔ نہیں جائز۔ یہ ایسی بدعت ہے جس کی کوئی بھی دلیل وارد نہیں ہوئی عوام تو اس سلسلے میں معذور ہو سکتے ہیں مگر خواص نہیں۔ فتاویٰ حدیثیہ صفحہ 112 قدیمی)

چراغاں کی دلیل کہاں سے لائیں بجلی ہی نہیں تھی:

فصل ششم میں لکھتے ہیں: اہتمام چراغاں اور اس کے تحت اپنے زعم میں دلائل جمع کرنے کی سعی لا حاصل کی ہے۔

جبکہ یہ حقیقت ہے کہ قادری صاحب کے ذکر کردہ واقعات سے جو کچھ قادری صاحب نے اخذ کیا ہے وہ آج تک کسی امام و محدث کو نظر نہیں آیا حتیٰ کہ خود فکر رضا کے علمبردار بھی یہی کہتے نظر آتے ہیں کہ بھائی صحابہؓ کے دور میں بجلی ہی نہیں تھی۔ تو چراغاں کیسے ہوتا؟؟؟

اور یہ بھی یاد رہے کہ قیامت سے قبل مساجد سجی دھجی ہوں گی جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے اور ہر کوئی فخر جتلائے گا کہ میری مسجد میری مسجد اور آج واقعتاً ایسا معاملہ ہو چکا ہے۔ و اللہ المستعان

کہاں وقت ولادت خروج و ظہور نور اور روشنی، ستاروں کا چمکنا اور جھلملانا اور کہاں یہ مطلقاً چراغاں مصنوعیہ۔ کیا قادری صاحب اور انکی عوام بھی وقت ولادت ہی کی روشنی اور چراغاں کا اہتمام کرتے ہیں؟؟؟ یقیناً نہیں!!! تو پھر ان کی ذکر کردہ روایات سے کس طرح انکی

مستدلات ثابت ہوں گی؟؟؟

فصل ہشتم میں اطعام الطعام (کھانا کھلانا) لکھتے ہیں۔ دلیل کے طور پر اطعام طعام کے دلائل ذکر کرتے ہیں:

ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ اس کتاب میں قادری صاحب کس درجہ اجتہاد کر رہے ہیں مگر پھر بھی مقلد کے مقلد ہی ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ جناب کو کوئی مجتھد نہیں مانتا!!

کیا ذکر کردہ دلائل میں ربیع الاول اور پھر خصوصاً تاریخ ولادت پر کھانا کھلانے کی کوئی دلیل ملتی ہے؟ یقیناً نہیں تو پھر استدلال کیسا؟ یہ تو ایسا ہی ہوگیا کہ جیسے جناب دعویٰ کردیں بلا وضو نماز ہوجاتی ہے اور جب لوگ اصرار کریں کہ دلیل دیں تو فرمائیں پچاس دفعہ تو میں نے پڑھی ہے!!!

مسئلہ خاص پر دلیل عام نہیں چلتی۔ ذرا علماء ہی سے پوچھ لیں۔

یاایھاالذین آمنو ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ۔ (التوبہ:34)

اے ایمان والو! یقیناً بہت سے علماء اور درویش (تم) لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور (تمہیں) اللہ کے راستے سے روکدیتے ہیں۔

موجودہ بریلویوں کا جواب، مگر قادری صاحب۔۔۔!!:

فصل ہشتم میں لکھتے ہیں: ''جلوس میلاد''

اب ظاہر ہے کہ پبلک شاہراہوں پر جب نماز ہی پڑھنا صحیح نہیں تو پھر جلوس کیسے جائز ہوگا اور جلوس میلاد تو کبھی ثابت ہو نہیں سکتا۔ مگر قادری صاحب تو بڑی چیز ہیں۔ انہوں نے اس کی بھی دلیل مہیا کر دی ہے۔ اور حوالہ صحیح مسلم کا دیا ہے۔ سبحان اللہ۔

انکی دلیل پڑھ لیجئے پھر بتایئے کہ یہ دلیل مروجہ جلوس میلاد کی دلیل ہے؟ یا ہجرت مدینہ پر مدینہ آمد پر خوشی کے اظہار کی دلیل ہے۔

کہاں ولادت و میلاد کا جلوس اور کہاں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (۱) مدینہ آنے کی خوشی میں لوگوں کا والہانہ انداز میں گھروں سے نکل کر چھتوں پر چڑھ جانا اور گلیوں میں نکل آنا۔

کیا وہ بھی آج کے میلادی کی طرح اور شیعہ کے نقالوں کی طرح جلوس نکالتے تھے قطعاً نہیں۔

لوگوں کا استقبال میں ازدحام و اجتماع ہوجانا الگ بات ہے جبکہ مروجہ جلوس بالکل ایک

۱) اگر یہ واقعی جلوس کی دلیل ہے تو کیا یہ جلوس مدینہ میں بھی ۱۲ ربیع الاول کو نکلا تھا؟

الگ عمل ہے۔

اور پھر یہ دلیل بھی مقلد کو مفید نہیں کہ اس سے استنباط مجتہد کا حق ہے اور اجتہاد مقلدین کے ہاں چوتھی صدی سے عنقا ہے۔

اور کون نہیں جانتا کہ یہ مروجہ جلوس نکالنے کا سلسلہ خود پاکستان میں 1933ء میں شروع ہوا۔ اس سے قبل کیوں نہ تھا؟ کیونکہ دلیل دینے والے قادری صاحب نہ تھے اسی لئے نا!

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر آتش کدہ ایران بجھ گئے۔ اور آج اس ولادت ہی کے نام پر جلوس میں آتش بردار لونڈے محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کرنے چلے۔ ھل من مدکر؟

قادری صاحب کی طوالانی اور ہمارے جواب ربانی:

باب نہم قائم کر کے القادری صاحب، ہیڈنگ لگاتے ہیں ''جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نمایاں پہلوؤں پر اجمالی نظر'' پھر اس کی تفصیل میں جاتے ہوئے نمبر کے اعتبار سے عنوان قائم کرتے ہیں۔

ا۔شرعی پہلو

۲۔تاریخی پہلو

۳۔ثقافتی پہلو

۴۔تربیتی پہلو

۵۔دعوتی پہلو

۶۔ذوقی وجبی پہلو

۷۔روحانی وتوسلی پہلو (صفحہ۔674)

قارئین کرام دیکھ لیجئے کہ یہ تمام موضوعات اس سے قبل کہ مباحث میں مجملاً ومطولاً گزر ہی چکے ہیں مگر القادری صاحب ایک نئے زاویئے سے ترتیب بنا کر اپنی کتاب کا ''حجم'' بڑھانے میں مصروف ہیں اور یہی کافی ہے ان کی ''علمی بے بضاعتی'' پر دلیل۔

1۔شرعی پہلو:۔

شرعی پہلو کا عنوان قائم کر کے پھر نمبر، ا۔ پر لکھتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تذکیر'' اس سے قبل کے ہم اس استدلال و استنباط پر تبصرہ کریں آپ کو بتادینا چاہتے ہیں کہ قادری صاحب

کے ہاں ''جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عید مسرت ہے عید شرعی نہیں'' (صفحہ۔757)

اب بتایئے جب خود ہی تسلیم کرلیا کہ یہ ''جشن شرعی عید نہیں ہے'' تو پھر اس کا شرعی پہلو کہاں سے آ گیا؟؟؟

استدلالاً جو آیت نقل کی ہے ''ذکرھم بایام اللّٰہ'' تو یہ استدلال بوجوہ صحیح نہیں ہے۔

اسلیئے کہ جناب مقلد ہیں اور مقلد فقط قول امام ہی پیش کرسکتا ہے، استدلال و استنباط اور اجتہاد نہیں کرسکتا اور قول امام یہاں مفقود ہے۔

ایام اللہ۔ میں صرف نعمتیں ہی مراد نہیں بلکہ مصائب و ابتلاء بھی شامل ہیں اور میلاد و جشن میں ابتلاء ومصائب کہاں ہوتے ہیں اور یہاں تو مراد یہ ہے کہ ایام اللہ کے ساتھ نصیحت کا سامان کرو اور قادری صاحب ترجمہ ہی بدل دیتے ہیں کہ انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ؟

ذکرھم وغیرہ کے الفاظ اور جگہ بھی آئے ہیں کیا سب جگہ عید وجشن ہی مراد ہوگا؟

ایام صیغہ جمع ہے جبکہ جشن ومیلاد ایک مخصوص تاریخ و دن کو منایا جاتا ہے فقط ایک دن تو پھر ایام سے یوم پر استدلال کیسے ہوا؟

۲۔ یوم نزول مائدہ کو بطور عید منانا:

اس عنوان کے تحت سورۃ مائدہ آیت نمبر 114 لکھ کر اس سے استدلال کرتے ہیں۔ (صفحہ 677)

اس کا جواب ہم پچھلے مباحث میں لکھ چکے ہیں کہ اس آیت میں بیان کردہ عمل نصاریٰ کا ہے اور دین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی تصدیق نہیں ملتی۔ لہٰذا یہ انہی کے ساتھ خاص ہوا۔

اور نعمتیں تو اس قدر ہیں کہ ''لاتحصوھا'' تو کیا ہر ہر نعمت پر جشن میلاد ہوگا؟

مائدہ ہی سبب فرحت عید تھا نہ کہ یوم نزول مائدہ، سمجھ لیجئے۔

اور یہ خود ساختہ استدلال 1400 سال میں صرف جناب القادری صاحب کو ہی سوجھا ہے حالانکہ جناب کٹر مقلد ہیں پھر نہ جانے اجتہادی ملکہ انہیں کیسے حاصل ہوجاتا ہے؟

2: تاریخی پہلو۔ (صفحہ 678)

اس عنوان کے تحت وہی ابوسعید مظفر الدین کوکبری (م 630ھ) کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس مروجہ جشن کو منعقد کیا تھا۔

یہ مسئلہ بھی پہلے گزر چکا ہے کہ بادشاہ مذکور ایک مسرف بادشاہ تھا جو باقاعدہ رقص بھی کیا کرتا تھا، جیسا کہ کتب تاریخ میں اس کی وضاحت ملتی ہے۔

اور ابن دحیہ جس نے بادشاہ ھذا کو کتاب لکھ دی تھی میلاد پر وہ خود ایک گستاخ سلف

صالحین اور وضاع آدمی تھا جیسا کہ ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں۔

اور پھر کیا تاریخ اسلام کی ابتداء ساتویں صدی سے ہوتی ہے؟ اس سے قبل کے **600** سال کہاں گئے؟ اس میں یقیناً مروجہ میلاد موجود نہ تھا آخر کیوں؟

صفحہ **680**۔ پر لکھتے ہیں: ''اس کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے''۔

یعنی القادری صاحب مروجہ جشن مسرت ومیلاد کو کہتے ہیں کہ اس کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس مسئلہ میں اتنا اختلاف کیوں ہے؟ پھر بھی یہ شرعی نہیں بقول آپ کے؟

صحابہ واتباع صحابہ اس ''اصل'' کو کیوں نہ پا سکے؟

اور کیا جسکی ''اصل'' قرآن وحدیث میں ہو وہ عمل بھی ''بدعت'' ہوسکتا ہے؟

خواہ آپ اسے ''بدعت حسنہ'' ہی کہیں؟

3۔ثقافتی پہلو :

اس عنوان کے تحت قادری صاحب نے اپنے مخصوص اکتا دینے والے انداز میں طویل گفتگو فرمائی ہے اور آخر میں لکھا ہے: لہٰذا اسلامی ثقافت کی سب سے بڑی علامت یعنی یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔۔۔ (صفحہ 684)

قارئین ! ثقافت وکلچر ہونے کا جواب پچھلے اوراق میں دیا جا چکا ہے۔ دیکھ لیجئے۔ القادری صاحب نے یہاں ''مروجہ میلادو جشن کو'' اسلامی ثقافت کی سب سے بڑی علامت قرار دیا ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی ثقافت کی ابتداء اور انتہا کب ہوئی؟

کیونکہ مروجہ میلاد تو یقیناً قرون ثلاثہ مفضلہ میں نہ تھا۔کیا اس وقت ثقافت اسلامی مکمل نہ تھی؟اور اگر یہ سب سے بڑی علامت ہے تو کیا صحابہ و اتباع صحابہ اور ائمہ ومحدثین اس ثقافت اسلامی سے نہ آشنا تھے؟ حتیٰ کہ خود سرور گرامی قدر امام کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ؟ معاذ اللہ۔

القادری صاحب کو چاہیے کہ اسلام میں بعد از تکمیل نئے نئے ثقافتی میلے ایجاد کرنے سے بچیں تا کہ کل قیامت میں رسوا ہونے سے بچ سکیں۔ واللہ ولی التوفیق۔

اور جہاں تک العید الوطنی اور بادشاہوں کا اپنے دن منانا ہے تو بات بالکل واضح ہے کہ وہ اپنے ایام کو قرآن وحدیث کا ثابت شدہ امر نہیں قرار دیتے اور نہ ہی اسے عبادت سمجھتے

ہیں۔ جبکہ مروجہ جشن وجلوس کو تو خود القادری اور ان کی ذریت قرآن وحدیث کا ثابت شدہ امر قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں اور اسے محبت رسولؐ کی علامت قرار دیتے ہیں جو کہ خالصتاً اللہ کی رضا ورضوان کے حصول کا ذریعہ ہے اور یہی تو عبادت کی تعریف ہے۔ لہٰذا مروجہ جشن کو العید الوطنی اور پاکستان ڈے وغیرہ پر قیاس کرنا تو ویسے ہی گستاخی دکھائی دیتا ہے۔

اور پھر میلا دی لوگ ''یوم میلاد'' کا اعتبار ہی کب کرتے ہیں جو کہ سوموار کا دن ہے بلکہ وہ تو تاریخ کا اعتبار کرتے ہیں جس میں شدید اختلاف ہے۔!!!

4۔تربیتی پہلو :(صفحہ 685)

اس عنوان کے تحت قادری صاحب کے ''کلام عارفانہ'' کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم مروجہ جشن میلاد منا کر اپنے بچوں کو حب رسولؐ کی تعلیم دیں کیونکہ یہ اس کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

اور جو مثالیں انہوں نے دی ہیں وہ ماؤزے تنگ، لینن [1] اور خمینی وغیرہ کی ہیں۔

اگر مروجہ جشن میلاد ہی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا بہترین ذریعہ ہے تو کیا ہم سوال کر سکتے ہیں کہ پھر مروجہ جشن نہ منانے والے تو حب رسولؐ سے محروم ہی رہے ہوں گے اور اس طرح وہ ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے ہوں گے نا ؟

خواہ وہ صحابہؓ، اتباع صحابہ اورائمہ محدثین ہی کیوں نہ ہوں ؟ معاذ اللہ ۔کس قدر گندی اور گھٹیا سوچ ہے جناب کی !

القادری صاحب ! اگر آپ کو حب رسول علیہ الصلاۃ والسلام کا پاس ہوتا اور اپنا ایمان بچانا مقصود ہوتا تو کبھی بھی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دامن چھڑا کر ''تقلید شخصی'' سے خود کو آلودہ نہ کرتے۔

کبھی خود ساختہ طریقہ عبادات ایجاد نہ کرتے ۔

کبھی بدعات کو حسنہ کہہ کر احادیث کا استہزاء نہ کرتے ۔

کبھی قرآن وحدیث کو خود ساختہ معنی نہ پہناتے۔

اور کون نہیں جانتا کہ ''مقلدین احناف'' کے ہاں قرآن وحدیث کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے (دیکھئے حقیقۃ الفقہ)

---

۱) ''القادری'' صاحب لینن وخمینی ایسے بدنصیبوں کی مثال دے کر ثابت کر رہے ہیں کہ جناب کا سلسلہ نسب کن لوگوں سے ملتا ہے۔

القادری صاحب، حب رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم عین ایمان ہے اور اس کے حصول کے اصول متعین ہو چکے ہیں نہ کہ تمہارے خود ساختہ جشن وجلوس۔

فرمایا رسول رحمت ﷺ نے: جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ (ترمذی)

فرمایا رسول رحمت ﷺ نے: میری سنت کا تارک ملعون ہے۔ (مستدرک حاکم، ترمذی)

فرمایا رسول رحمت ﷺ نے: میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازمی تھامو۔ (ابوداؤد)

القادری صاحب! کتنی سنتیں ہیں آپ کے پاس؟ نماز سنت کے خلاف، روزہ کی نیت سنت کے خلاف، اذان سے قبل سنت کی خلاف ورزی اور پھر مروجہ جشن میلاد از خلاف خود سنت رسول ﷺ وخلاف سنت صحابہ رسول ﷺ ہے۔

پیغمبر زماں صلی اللہ علیہ وسلم تو ''دن'' کا اعتبار کر کے روزہ رکھیں اور میلادی لوگ! اس دن کو عید کا دن قرار دیں۔ حالانکہ عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا۔

------غور کریں------

-اس دن روزہ رکھنا ہی اس کے عید ہونے کی نفی ہے۔

5۔ دعوتی پہلو: (صفحہ 688)

اس کے تحت القادری صاحب کوئی خاص بات نہ کہہ سکے اور ویسے بھی پورا سال ہی بیان سیرت طیبہ اور فضائل حمیدہ کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے اس کے لئے مخصوص دن کی، تاریخ کی قید فضول ہے کیونکہ جس کام میں شرع نے کوئی دن اور تاریخ مقرر نہ کی ہو اسے خود اپنی طرف سے لازم کر لینا ہی تو امر محدث ہے جو کہ مردود ہے۔

6۔ ذوقی وجی پہلو:

اس عنوان کے تحت ایک جگہ لکھتے ہیں: اعمال کی روح محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔۔۔اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع۔۔۔اعمال کی ظاہری شکل ہے۔ (صفحہ 692)

بیشک بات صحیح لکھی ہے، تحریر کردہ احادیث بھی صحیح ہیں!

مگر۔۔۔اعمال کی روح محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کے اصول متعین ہو چکے ہیں خود ساختہ اعمال حصول محبت کا ذریعہ قطعاً نہیں ہو سکتے جبکہ وہ اعمال ہوں بھی بدعات کی قبیل سے۔ اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ظاہری و باطنی شرط ہے کہ جس پر اعمال کے

صحیح اور غیر صحیح ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

مروجہ میلاد، بدعت ہونے کی وجہ سے کبھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

القادری صاحب نے جو ظاہری اتباع کو باطنی روح ومحبت سے کم تر دکھانے کی کوشش کی ہے تو یہ یوں سمجھئے کہ ''باطنیت'' کے گندے مذہب کی ترجمانی ہے اور بس۔ کیوں کہ خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری اعمال پر ہی فیصلہ کیا ہے اور باطنی نیت کا معاملہ اللہ کے سپرد کیا ہے اور فرمایا ''اللہ نے مجھے لوگوں کے دل چیر کر دیکھنے کا حکم نہیں دیا ہے''۔(کمافی الحدیث)

7۔ روحانی وتوسلی پہلو: (صفحہ 694)

اس عنوان میں بھی جناب کوئی خاطر خواہ بات نہیں کر سکے ہیں: شاید ''علمی نکات'' ختم ہونے لگے ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ اس مروجہ جشن سے روحانی اقدار کو فروغ ملتا ہے تو بات بالکل سیدھی سی ہے کہ جب ایک چیز ہے ہی مذموم، بدعت اور غیر شرعی (کیونکہ اس کا شرعی نہ ہونا تو خود موصوف کو بھی تسلیم ہے جیسا کہ گزرا ہے) تو پھر اس سے روحانی اقدار میں کیا خاک اضافہ ہوگا۔ یہ تو ایسے ہی ہوگا کہ قوال کی قوالی میں ڈھول، ڈھماکہ، طبلہ وسارنگی اور چمٹے بجا کر بدمستی میں رقص کرنا اور پھر کہنا جی ولایت وروحانیت کے مراتب حاصل ہو رہے ہیں۔

اپنی ہر غلط حرکت کو روحانیت اور باطنیت کا فروغ قرار دینا خالصتاً دجل وفریب پر مبنی ''صوفیت'' کا عقیدہ ہے، جو کہ کتے کے بھونکنے پر بھی کہہ اٹھتے ہیں: لبیک یا سیدی۔ استغفر اللہ۔

آخر میں جو بڑے معصومانہ انداز میں جناب نے جو یہ لکھا ہے کہ ''ہر اس عمل سے بچنا چاہیے جو آقائے دو جہاں کی دل آزاری کا باعث بنے (696)

ہم پوچھتے ہیں جناب کیا پیغمبر علیہ السلام کے دین میں تغیر وتبدل آپ کی دل آزاری کا باعث نہیں ہے؟

رسول رحمت ﷺ تو دن کا اعتبار کر کے روزہ رکھیں، ساری زندگی کبھی جشن وجلوس نہ نکالیں اور میلادی گروہ؟

یہی تو تبدیلی ہے جس پر روز قیامت ارشاد ہوگا۔ سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی۔ اللّٰھم لاتجعلنا مع الظالمین۔ آمین۔

قادری صاحب کی حکمت عملی یہ ہے کہ موضوع کو پیچیدہ بنا کر اتنا طول دو کہ پڑھنے والا اکتاہٹ میں ہاں کہنے پر مجبور ہو جائے

بدعت کی بحث:

باب دہم، کا عنون رکھتے ہیں ”کیا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا بدعت ہے؟
اس عنوان کے ذیل میں قادری صاحب بدعت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف ومفہوم اہل علم حضرات سے نقل کر کے اسکی خود ساختہ وضاحت فرماتے ہیں اور اس سلسلے میں بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ و بدعت قبیحہ کی تقسیم بیان کر تے ہیں۔ (صفحہ 702) اسی صفحے پر ایک جگہ لکھتے ہیں:
”جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر چہ قرون اولیٰ میں اس شکل میں موجود نہیں تھا جس ہیئت میں آج موجود ہے۔“

قارئین کرام ذرا سا غور کیجئے گا کہ گزشتہ صفحات میں قادری صاحب نے صحابہ کرامؓ کے رنج والم اور غم وحزن کو دلیل بنا کر نہیں کہا تھا کہ انہوں نے یہ جشن میلاد نہیں منایا تھا؟
یقیناً یہی لکھا تھا اور کہا تھا۔۔۔۔۔۔مگر اب یہاں صرف یہ لکھ رہے ہیں کہ موجودہ شکل میں نہ تھا کہ کوئی گنجائش نکل سکے ۔۔۔مگر ہمارا یہ سوال ہے کہ خیر القرون میں آخر وہ کون سی شکل تھی جو آج موجود نہیں؟
صفحہ 703 پر اس مروجہ میلاد کو پھر علاقائی ثقافت باور کرانیکی کوشش کر تے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ کیا علاقائی ثقافت کا ہر پہلو بدعت ہے؟ اس پر تفصیلی جواب ہم دے چکے ہیں تکرار سے چنداں فائدہ نہیں۔
صفحہ 704 پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کر کے لکھتے ہیں ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے میں بھی ان کا اپنا انداز اس دور کے کلچر کی انفرادیت کا آئینہ دار تھا۔
ہمارا سوال وہی ہے کہ وہ انفرادی انداز کیا تھا ذرا بیان فرمائیں نا بحوالہ نیز یہ بھی بتائیں کہ وہ سال میں فقط ایک دن کا تھا اور وہ بھی 12 ربیع الاول کو؟
اسی صفحہ پر لکھتے ہیں ”حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پر خوشی منانا قرآن و سنت سے ثابت ہے۔۔۔۔۔۔“
قارئین کوئی پوچھے تو صحیح ”شوخ الاسلام صاحب“! کیا پھر بھی بدعت حسنہ ہو گا؟ جبکہ جناب خود ہی لکھتے ہیں کہ ”نیا کام“ بدعت حسنہ ہوتا ہے۔ کیا قرآن وحدیث سے ثابت شدہ امر

بھی ”نیا کام“ اور بدعت حسنہ ہو سکتا ہے!!!اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ اس ”ثابت شدہ“ امر کے بارے میں خود ہی لکھتے ہیں!
”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر اگر ہم جلسہ وجلوس اور صلاۃ وسلام کا اہتمام کر تے ہیں تو اس کا شرعی جواز دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ (صفحہ 705)
ہم کہتے ہیں قادری صاحب شاید گھبراہٹ کا شکار ہو گئے ہیں اس لیے ایسا لکھ رہے ہیں جناب اگر شرعی جواز نہیں تھا تو اتنی موٹی کتاب لکھنے کی ضرورت کیا تھی؟
صرف ایک صفحے پر لکھ دیتے نا کہ ”نہیں ہے دلیل“ بات ختم ہو جاتی اور آپ تو لکھ بھی چکے ہیں یہ ”عید شرعی نہیں عید مسرت ہے“ میرا خیال ہے قادری صاحب کو اس کتاب کے چھاپنے سے معذرت کرلینی چاہئے اور یہی جواب دینا چاہئے کہ
”اس کا شرعی جواز دریافت کرنے کی ضرورت کیا ہے؟“؟
صفحہ 705 پر ہی لکھتے ہیں ”محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا ثقافت کا حصہ ہے۔
قارئین کرام! قیام وسلام کی بحث گزر چکی ہے، پچھلے مباحث میں دیکھ لیجئے سر دست قادری صاحب اور ان کے حواریوں سے سوال ہے کہ ”جب قیام وسلام محفل میلاد“ کی قید لگا کر بیان کیا ہے تو پھر ”محفل میلاد“ کے علاوہ کیوں حالت قیام میں سلام پڑھا جا تا ہے؟
۔۔۔اپنے مذکورہ الفاظ پر غور کرلیں۔۔۔
صفحہ 706 پر لکھتے ہیں ”میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آرائش وزیبائش ثقافت کا حصہ ہے“ دلیل یہ ہے کہ ”یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد“۔ الاعراف 31۔
پھر لکھتے ہیں اس پہلو کا تعلق احکام شریعت سے نہیں ثقافت سے ہے۔
قارئین! قادری صاحب کو شاید بھولنے کی عادت ہے یا پھر مسلسل کذب بیانی کی وجہ سے ایسا ہوجا تا ہے حالانکہ وہ گزشتہ مباحث میں اپنے زعم کے مطابق آرائش وزیبائش‘ چراغاں وغیرہ کو دلیل دینے کی کوشش کر چکے ہیں اور یہاں اسے فقط ثقافت کہہ کر جان چھڑا لی ہے۔ آخر کیوں؟
ہمارا یہ سوال ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ”خذوا زینتکم عند کل مسجد“ بھی احکام شریعت سے نہیں۔۔۔جبکہ یہ قرآنی حکم ہے تو ذرا سمجھائیے کہ حکم شرع پھر کیسے معلوم ہوگا؟
حکم شرعی اگر قرآن سے نہیں ملتا تو پھر کیا آپکی ”شوخی“ سے ملے گا؟؟
صفحہ 707 پر پھر دوبارہ ”بدعت“ کی وضاحت کی طرف لوٹ آتے ہیں حالانکہ اصولاً پہلے ایک

بحث کو مکمل کرنا چاہئے۔۔۔مگر یہ بھی قادری صاحب کی کوئی چالاکی ہی دکھائی دیتی ہے کہ اس طرح خلط مبحث سے قارئین ان کے داؤ پیچ کو سمجھ نہیں پاتے اور ''وہ'' اپنا کام کر جاتے ہیں۔

لکھتے ہیں: بدعت کا حقیقی تصور۔۔۔

قارئین کرام آپ جان چکے ہیں یا پھر جان لیجئے کہ قادری صاحب صفحہ 701 پر بدعت کا اصطلاحی مفہوم بیان کر چکے ہیں۔ گویا اصطلاحی اور حقیقی نیز لغوی یہ تین اصطلاح قادری صاحب کی اخذ کردہ ہیں جبکہ ائمہ اور محدثین کے ہاں یا تو لغوی بحث ہوتی ہے یا اصطلاحی علیحدہ سے حقیقی تصور کی بات نہیں ہوتی۔

خود ساختہ تعریف بدعت کا علمی محاسبہ:

صفحہ 707، 708، 709 اور 710 وغیرہ میں حدیث ''من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد'' پر بحث کر کے خود ساختہ معنی کشید کرتے ہیں کہ: کسی بھی محدثہ کے بدعت و ضلالت قرار پانے کیلئے دو شرائط کا ہونا لازمی ہے:

(1) دین میں اس کی کوئی اصل، مثال یا دلیل موجود نہ ہو

(2) یہ محدثہ نہ صرف دین کے مخالف اور متضاد ہو بلکہ دین کی نفی کرے اور احکام سنت کو توڑ دے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہم قادری صاحب کی مکمل بحث میں سے بھی یہ کشید کردہ معنی و مفہوم نکالنے میں محروم رہے ہیں چہ جائیکہ یہ خود ساختہ کشیدہ کاری کسی امام و محدث زماں سے دکھا سکیں۔ ذرا قادری صاحب اور ان کے حواری ہی ہمیں یہ کشید شدہ معنی و مفہوم اپنی یا کسی امام و محدث کی بحث میں دکھا دیں۔ بڑی نوازش ہوگی۔

اور یہ بھی بتائیں کہ ''مروجہ ہیئت کذائیہ'' کے ساتھ مخصوص (12) تاریخ کی ''مروجہ میلاد'' منانے کی کیا اصل ہے یا کیا مثال ہے؟ یا پھر کوئی دلیل ہی دیں؟

اگر نہیں دے سکتے تو پھر خود ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

کیا بدعت و ضلالت کیلئے محدثہ کا دین مخالف اور سنت کو توڑ دینے والا ہونا ضروری ہے؟

تو پھر بتائیں

میت کے گھر میں تین دن یا چالیس دن بیٹھنا اور پان چھالیہ کھانا (انکی طرف سے) کیوں دعوت ناجائز و بدعت شنیعہ وقبیحہ ہے؟ آپ کے اعلیٰ حضرت نے احکام شریعت صفحہ 320

میں ایسا ہی لکھا ہے آخر کیوں؟

نہ اس میں دین کی مخالفت ہے اور نہ یہ عمل سنت توڑ دینے والا ہے۔

قادری صاحب یہ خود ساختہ شروط و قیود ذرا اپنے امام ابو حنیفہؒ سے بھی ثابت کر دیں نا تا کہ حق تقلید تو ادا ہو جائے۔

صفحہ 711 پر لکھتے ہیں: عہد نبوی میں احداث فی الدین سے مراد: مزید لکھتے ہیں:

احداث فی الدین یعنی کفر و ارتداد کے فتنوں کا آغاز۔۔۔۔۔

صفحہ 719 پر لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ احداث فی الدین سے مراد خلفائے راشدین کے دور میں وقوع پذیر ہونے والا فتنہ ارتداد تھا۔

صفحہ 724 پر اپنی بات کی وضاحت یوں فرماتے ہیں: بدعات ضلالتہ سے مراد چھوٹے اور ہلکی نوعیت کے اختلافات نہیں بلکہ ان سے مراد اس سطح کے فتنے ہیں کہ ان میں سے ہر فتنہ خروج عن الاسلام اور ''ارتداد'' کا باعث بنے۔۔۔۔۔

ہمارا خیال ہے کہ قادری صاحب ہمیشہ بے مقصد بات کو طول دیکر اکتاہٹ کا شکار ہوجانیوالوں کو ہاں کہنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

جو کچھ بھی قادری صاحب نے لکھا ہے کہ کیا یہ کسی امام یا محدث یا کسی حدیث صحیحہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے؟ ہر گز نہیں حتیٰ کہ خود قادری صاحب جن کے مقلد ہیں ان سے بھی نہیں۔

کیا ''احکام شریعت ازا حمد رضا'' میں ناجائز، بدعت شنیعہ وقبیحہ قرار دی گئی دعوت باعث خروج عن الاسلام ہے؟ باعث ارتداد ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے اذان کے بعد نماز کیلئے بآواز بلند بلانے کو بدعت کہا ہے۔ (ابوداؤد)

کیا یہ بلانا باعث خروج عن الاسلام تھا؟

ابن عمرؓ نے صلاۃ الضحیٰ کو بدعت کہا (بخاری بحوالہ کتاب البدعۃ قادری موصوف)

کیا یہ نماز باعث خروج عن الاسلام تھی؟

ابن عمرؓ نے جمعہ کی پہلی اذان کو بدعت کہا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ کتاب البدعۃ)

کیا یہ اذان باعث ارتداد تھی؟ سنت توڑ دینے کے مترادف تھی؟

احادیث میں دوران نماز بسم اللہ جہری پڑھنے کو بدعت کہا گیا (ترمذی مع التحفہ 62/2)

فجر کی نماز میں دائمی قنوت کو محدث (بدعت) کہا گیا (ترمذی مع التحفہ 450/2)

اشعار نہ کرنے کے قول کو بدعت کہا گیا (ترمذی مع التحفہ 771/3)

عبداللہ بن زبیرؓ نے متجرد کو دیکھا تو کہا بدعۃ ورب الکعبہ (مؤطا 208)

کیا قادری صاحب یہ فرمائیں گے کہ یہ تمام امور جنہیں بدعت کہا گیا باعث ارتداد وخروج عن الاسلام ہیں۔نعوذ باللہ من ذلک۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ قادری صاحب کا خود کشید کردہ معنی ومفہوم سراسر باطل ہے اور بہت سی احادیث کے خلاف ہے۔

یادرہے کہ مذکورہ امور کو بطور مذمت وتردید بدعت اور محدث کہا گیا ہے یہ حسنہ بھی قرار نہیں دیئے جا سکتے اور حسنہ کی بحث تو ابھی آرہی ہے۔

صفحہ 729, 727, 726 وغیرہ پر قادری صاحب جمع القرآن فی عہد الصدیقؓ کو باجماعت تراویح فی عہد عمرؓ کو اور نماز جمعہ سے قبل دوسری اذان فی عہد عثمانؓ کو بدعت حسنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔اور اس طرح مروجہ میلاد کو بدعت حسنہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔

معاذ اللہ استغفر اللہ! قادری صاحب کو کیا ہوگیا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے خلفاء راشدین کے عمل کو (۱) سنت قرار دیکر لازمی تھامنے کا حکم دیں (ابوداؤد وغیرہ) اور ''شوخ الاسلام'' ان کے عمل کو کہ جس پر دیگر صحابہ کا اجماع سکوتی بھی ہے اسے بدعت قرار دیں اور پھر اسے حسنہ کا لبادہ عطا کریں۔اللہ انہیں ہدایت دے صفحہ 732 پر قادری صاحب ائمہ و محدثین کی بیان کردہ اقسام بدعت کا عنوان قائم کرتے ہیں اور بدعت کو پانچ اقسام سے گزارتے ہیں۔۔۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس تقسیم پر کوئی شرعی دلیل بھی ہے یا نہیں؟ ہے تو پیش کی جائے یہ تقسیم تو ازخود بدعت قرار پاتی ہے کہ قادری صاحب کے بقول'' دین میں اس کی کوئی اصل، مثال یا دلیل موجود نہ ہو'' (صفحہ 709)

اور یہاں ایسا ہی ہے اس تقسیم کی کوئی اصل، مثال یا دلیل دین میں نہیں ہے۔

صفحہ 735 پر جناب نے ملاعلی قاری حنفی سے کل بدعۃ ضلالۃ کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہوئے بدعت کی تقسیم پر یا بدعت حسنہ پر حدیث'' من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ'' سے استدلال کی کوشش کی ہے۔

---

۱) نبی مکرم ﷺ نے خلفاء راشدین کی سنت کو تھامنے کا حکم دیا ہے تو اب کسے اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ خلفاء کے عمل کو'' بدعت'' سے تعبیر کرے۔

اس طرح کا استدلال واستشہاد صفحہ 739 اور 740 پر بھی کرنیکی کوشش کی ہے۔

اور پھر یہ بھی عجیب بات ہے کہ خود ہی کہتے ہیں: بدعت حسنہ اور سیئہ کی تقسیم مبنی بر حدیث ہے محض قیاسی نہیں بلکہ سیدنا عمر فاروقؓ کے قول پر قائم ہے (صفحہ 729)

پہلے تو یہ فیصلہ کیا جائے کہ تقسیم بدعت کا استدلال کس حدیث وقول سے ہوگا اور پھر اس استدلال کو مقلدین اپنے امام اعظم سے ثابت کریں تاکہ حق تقلید ادا ہو اور ''غیر مقلد'' کا فتویٰ بھی ان پر نہ لگ سکے۔

نیز قول عمر فاروقؓ ''نعمت البدعۃ ھذہ'' دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ قادری صاحب خود ہی لکھتے ہیں:

ہر وہ نیا کام جس پر دلیل شرعی موجود ہو شرعاً بدعت نہیں ۔۔۔ اگرچہ لغوی اعتبار سے وہ بدعت ہوگا۔ (صفحہ 711)

اور قول عمرؓ باجماعت تراویح کے بارے میں ہے اور تراویح باجماعت خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس کی اصل موجود ہے۔لہٰذا سے شرعاً بدعت نہیں کہا جا سکتا لہٰذا اس سے استدلال باطل ہوجاتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ''سنۃ الخلفاء الراشدین'' کے الفاظ خود ان کے عمل کے سنت ہونیکی دلیل ہے اسے بدعت کہنا تو توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے جس کا ارتکاب قادری صاحب کررہے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا کلام، قادری صاحب کو مفید نہیں:

صفحہ 732 پر قادری صاحب نے عنوان قائم کیا ہے''ائمہ ومحدثین کی بیان کردہ اقسام بدعت''

۱۔ امام شافعی 204-150ھ لکھ کر ان کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ جس میں بظاہر بدعت ضلالت اور محدثہ غیر مذمومہ وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔

قارئین کرام امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہوا اقتباس بھی قادری صاحب کو چنداں مفید نہیں ہے کیونکہ جناب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہیں لہٰذا انہیں اپنے موقف کی تائید میں اپنے امام اعظم سے ہی کچھ نقل کرنا چاہیے۔

۲۔امام شافعی رحمہ اللہ کے نقل کئے گئے اقتباس میں بدعت کی پانچ اقسام نہیں ہیں جیسا کہ قادری صاحب نے دعویٰ کیا ہے۔

۳۔امام شافعی رحمہ اللہ نے اس بدعت کو ضلالت قرار دیا ہے کہ جو کتاب وسنت، آثار

صحابہ اور اجماع امت کے مخالف ہو اور کہا ہے کہ ''وما احدث من الخير لا خلاف فيه لواحد من هذا ''یعنی جو کام مبنی برخیر ہو اور ان مذکورہ چیزوں سے سے کسی ایک بھی مخالفت نہ کرے تو وہ (کام) بدعت مذمومہ نہیں۔۔۔

جب یہ بات بالکل واضح ہے تو ہمارا قادری صاحب سے سوال ہے کہ کیا ''مروجہ میلاد'' کو کتاب وسنت، آثار صحابہ اور اجماع امت کی تائید حاصل ہے؟ یقیناً نہیں تو پھر یہ مذکورہ چیزوں کے خلاف بھی ہوانا! اور امام شافعی رحمہ اللہ ایسے ہی عمل کو بدعت ضلالت کہتے ہیں؟ قادری صاحب بڑے بھولے پن سے اپنے خلاف وارد ہونے والی دلیل کو اپنے حق میں نقل کرجاتے ہیں۔

''اس سادگی پر کون نہ مرجائے اے خدا''

اور پھر یہ بھی انتہائی قابل غور بات ہے کہ عبارت امام شافعی کے آخر میں قول عمرؓ نعمت البدعة هذه سے قیام رمضان کو بدعت مذمومہ سے خارج کیا گیا ہے کیونکہ تراویح وقیام رمضان کی اصل اور دلیل تو موجود ہے اور ایسی چیز لغۃ بدعت کہی جاتی ہے اصطلاحاً نہیں جیسا کہ خود قاری صاحب نے لکھا ہے کہ '' ہر وہ نیا کام جس پر دلیل شرعی موجود ہو شرعاً بدعت نہیں اگر چہ لغوی اعتبار سے وہ بدعت ہوگا۔ (صفحہ 711)

تو ثابت ہوا امام شافعی رحمہ اللہ نے لغوی اعتبار سے بدعت ضلالت اور بدعت غیر مذمومہ کی بات کی ہے، شرعی اعتبار سے نہیں۔ اب قادری صاحب ہی اس قول سے بدعت شرعی کی اقسام خمسہ ثابت کرنے پر تل جائیں تو کوئی کیا کرسکتا ہے۔!!!

''جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے''

تقسیم بدعت پر جوابات:

صفحہ 733 پر شیخ عزالدین بن عبدالسلام 660-577ھ سے بدعت کی پانچ اقسام ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔

قارئین کرام! سوال تو کیجئے قادری صاحب! کیا امام شافعیؒ اور شیخ عزالدینؒ کے درمیان جو سینکڑوں سال کا عرصہ ہے، کوئی محدث اور امام نہیں گزرے جنھوں نے بدعت کی کوئی تقسیم بیان کی ہو اور وہ بھی شرعی اعتبار سے؟ یقیناً کوئی نہیں! ورنہ قادری صاحب ضرور ذکر فرماتے!!! معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقسیم ہے ہی محل نظر جیسا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے ''الاعتصام'' میں کہا '' هذا امر مخترع لم يدل عليه دليل شرعي '' اس تقسیم کی کوئی شرعی دلیل نہیں یہ تقسیم تو از خود ہی بدعت ہے!! صفحہ 734 پر وہی کلام جو شیخ عزالدینؒ کا ہے ملاعلی

قاری حنفی سے لکھ مارا ہے تا کہ کچھ تو کتاب وزنی ہو!! موصوف نے ملاعلی قاری سے ''کل بدعة ضلالة'' کا صحیح مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ '' کل بدعة سىءة ضلالة'' یعنی ہر بری بدعت گمراہی ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ قید بھی محتاج دلیل ہے اور دلیل مفقود ہے؟ اور امام مالک رحمہ اللہ جیسے امام کے سامنے ''قادری صاحب'' کے ''قاری'' کی کیا حیثیت! امام مالک رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ '' من ابتدع فی الاسلام بدعة ويرا هاحسنة''یعنی جو شخص اسلامی میں بدعت ایجاد کرے اور پھر اسے حسنہ باور کرائے تو گویا اس (بدنصیب) نے اپنے پیغمبر کو خائن قرار دیدیا نعوذ باللہ استغفراللہ (الاعتصام دیکھئے)

لہذا یہ تقسیم خود ساختہ بدعت سیۂ اور بدعت حسنہ بدترین جسارت ہے جس کا ارتکاب قادری صاحب اور ان کے ہم مشربوں کے حصے میں آیا ہے۔ صفحہ 736 پر قادری موصوف نے علامہ ہیتمی سے ''بدعت محرمہ'' کی بات کرکے یہ بتانے کی کوشش کی ہے وہ بھی اس تقسیم محدثہ مخترعہ کے قائل ہیں۔ تو جناب ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ علامہ ہیتمی فرماتے ہیں۔ جن علماء نے بدعت کو حسن اور غیر حسن میں تقسیم کیا ہے تو اس سے مراد بدعت کی لغوی تقسیم ہے۔ (صفحہ 370 فتاویٰ حدیثیہ، قدیمی) نیز فرماتے ہیں۔ بدعت شرعیہ فقط ضلالت ہی ہوتی ہے (حوالہ مذکورہ) مزید فرماتے ہیں۔ قول عمرؓ نعمت البدعة هذه سے مراد بھی لغوی بدعت تھی نہ کہ شرعی۔ (حوالہ مذکورہ) امید ہے قادری صاحب کے مقلدین ومتوسلین ان کی تمام سابقہ بحث کو علامہ ہیتمی کے بیانات کی روشنی میں '' دجل وفریب'' سے تعبیر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ مذکورہ صفحہ پر ہی قادری صاحب ''تقسیم بدعت'' کا عنوان قائم کرتے ہیں۔ قارئین! آپ کو معلوم ہے کہ اس سے قبل جناب ''اقسام بدعت'' کی ہیڈنگ لگا چکے ہیں اب ظاہر ہے یہ بے مقصد کا طول دینے والی بات ہے وگرنہ تو تقسیم اور اقسام میں آخر فرق ہی کیا ہے۔

موصوف فرماتے ہیں: بنیادی طور پر بدعت کی دو اقسام ہیں (۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سیۂ۔ اور پھر مجموعی طور پر ان کی ذیلی اقسام کے تحت پانچ قسم کی بدعات کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ تقسیم بدعت پر متن حدیث '' من سن فی الاسلام سنة حسنة'' سے استشہاد کرتے ہیں۔

قارئین عظام! موصوف صرف بے مقصد کی ہانک رہے ہیں نہ تو تقسیم بدعت پر ہی کوئی دلیل ان کے پاس ہے اور نہ ہی '' من سن فی الاسلام سنة حسنة'' کا وہ معنی ہے جو جناب لینا چاہتے ہیں۔ تفصیل کے لئے اس حدیث کا سبب بیان دیکھا جاسکتا ہے نیز اہل علم نے اس کی وضاحت میں جو کچھ لکھا ہے وہ بھی مشعل راہ ہے۔ تقسیم بدعت اگر ہے تو باعتبار لغت کہ

ہے جیسا کہ علامہ ہیثمی اور دیگر اہل علم نے صراحت کی ہے۔ جبکہ قادری صاحب اس تقسیم کو شرعی و اصطلاحی قرار دینے پر مصر دکھائی دیتے ہیں۔

گھر کا بھیدی۔۔۔:

قادری صاحب کی جانی پہچانی اور ممدوح شخصیت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
(بدعت حسنہ اور سیئہ کی تقسیم کی نفی کرتے ہوئے) یہ فقیر ان بدعتوں میں سے کسی بدعت میں حسن اور نورانیت مشاہدہ نہیں کرتا اور ظلمت و کدورت کے سواء کچھ محسوس نہیں کرتا۔ اگرچہ آج مبتدع کے عمل کو ضعف بصارت کے باعث طراوت و تازگی میں دیکھتے ہیں لیکن کل جب کہ بصیرت تیز ہوگی تو دیکھ لیں گے کہ اس کا نتیجہ خسارت و ندامت کے سواء کچھ نہ تھا۔
حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد" جس نے ہمارے امر میں ایسی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے، بھلا جو چیز مردود ہو وہ حسن کیا پیدا کرسکتی ہے۔ کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں: پس جب ہر محدث بدعت ہے اور بدعت ضلالت پھر بدعت میں حسن کے کیا معنی ہوئے۔ نیز جو کچھ احادیث سے مفہوم ہوتا ہے وہ یہ کہ ہر بدعت سنت کی رافع ہے بعض کی کوئی خصوصیت نہیں پس ہر بدعت سیئہ ہے۔ (تفصیل دیکھئے، مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر 186)
یہی شیخ ربانی رحمہ اللہ نے مجلس مولود خوانی کی بڑی سختی سے تردید کی ہے۔ (دیکھئے مکتوب نمبر 273) قارئین کرام! حوالے مزید دیئے جاسکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور چلتے ہیں قادری صاحب کی کتاب کی طرف۔ صفحہ 742 پر قادری صاحب علمی جوہر لٹاتے ہیں: قرآن وحدیث میں جشن میلاد کی اصل موجود ہے" ہم کہتے ہیں۔
سبحان اللہ! کیا علم ہے جناب کا کیا تقریباً ساڑھے سات سو صفحات کے بعد ظاہر ہوا کہ "جشن میلاد" کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے!! حالانکہ یہی موصوف صفحہ 705 پر ہار مان بیٹھے یہ کہتے ہوئے کہ "اس کا شرعی جواز دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"
حیرت کی بات ہے کہ جب "مروجہ جشن میلاد" کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے تو پھر اسے "بدعت حسنہ" کیوں تسلیم کیا جارہا ہے؟؟؟
یاد رہے ہم لکھ چکے ہیں کہ قادری صاحب کے ممدوح امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"وھذا وان لم یرد فیہ نص، ففیہ القیاس" (حسن المقصد صفحہ 51) یعنی زیر بحث مسئلے میں

نص، (اصل) موجود نہیں بلکہ اس میں قیاس کرنا ہوگا۔ صفحہ 743 پر موصوف نے اپنی مخصوص فکر کے طبقے کو "جمہور امت" اور "سواد اعظم" قرار دینے کی کوشش کی ہے۔
ہمارا جواب یہ ہے کہ کنویں کا مینڈک آخر کنویں میں ہی ٹراتا رہتا ہے اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس کنویں سے باہر بھی ایک وسیع دنیا آباد ہے۔ قادری صاحب بھی بالکل اسی مینڈک کی طرح حرکت کررہے ہیں۔
کسے نہیں معلوم کہ جناب کی فکر بریلی فقط پاک وہند کی فضا کو آلودہ کررہی ہے جبکہ اس کے علاوہ تمام عالم اسلام اور دنیا عالم ان کے ایجاد کردہ نئے دین سے ناآشنا ہے۔ اور اگر پاک وہند کا ایک مخصوص طبقہ جس کی کل زندگی بمشکل ڈیڑھ سو سال سے کچھ ہی اوپر ہے وہ "جمہور امت" اور "سواد اعظم" ہے تو اللہ ہمیں اس جمہور اور سواد سے محفوظ ہی رکھے۔ آمین۔
شاید انہیں معلوم نہیں کہ جن بزرگوں کے نام پر یہ "دکانیں" چلا رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی نہ تو حنفی تھا اور نہ ہی بریلوی اور قادری۔ اگر تھا تو ذرا حوالہ دیں نا امام ابو حنیفہؒ، امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کوئی تو "قادری" ثابت ہو!!
باب یازدھم میں قادری صاحب عنوان قائم کرتے ہیں جشن میلاد النبی ﷺ کی اعتقادی حیثیت ذیلی عنوانات میں ترتیب کے اعتبار سے لکھتے ہیں۔

1۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح کا استعمال
2۔ کتب لغت میں لفظ میلاد کا استعمال
3۔ کتب احادیث وسیر میں لفظ میلاد کا استعمال
4۔ تصانیف میں لفظ میلاد کا استعمال

ان تمام عنوانات ابواب میں قادری صاحب اپنے زعم میں دلائل بھی ذکر کرتے ہیں گویا وہ اس طرح لفظ میلاد ثابت کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ لفظ میلاد پر تو کسی کو کوئی شکوہ ہی نہیں کیونکہ یہ لفظ بمعنی وقت ولادت تو کتب احادیث وسیر میں وارد ہوا ہے۔ اور یہی کچھ قادری صاحب کے طویل انداز تحریر کا خلاصہ ہے۔ مگر ہمارا سوال تو یہ ہے کہ مروجہ ہیئت کذائیہ کے اعتبار سے میلاد کو دلائل سے ثابت کیجئے جسے آپکے امام اعظم کے قول کی تائید بھی حاصل ہو کہ تواصوابالتقلید کا یہی تقاضا ہے۔ لفظ ولد، یلد یا میلاد و مولد سے مروجہ جشن وجلوس ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا بالکل اسی طرح کہ جیسے متعوھن سے متعہ ثابت نہیں ہوسکتا۔
لہٰذا قادری صاحب کے بیان سے اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ رکھا جائے کہ لفظ میلاد

بہر حال احادیث و سیر میں استعمال ہوا ہے اور بس۔۔۔۔ فیصلہ قادری۔۔۔۔۔ پھر صفحہ 757 پر رقم طراز ہوتے ہیں:

جشن میلاد النبی ﷺ عید مسرت ہے عید شرعی نہیں:

ہم کہتے ہیں کہ قادری صاحب نے یہ عنوان قائم کرکے گویا فیصلہ ہی کر دیا کہ اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے جس کی اصل قرآن وسنت میں موجود ہو (بقول موصوف کے) حتی کے آیات و احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہوں وہ عمل جشن پھر بھی عید شرعی کیوں نہیں؟؟؟؟؟ اور جہاں تک تعلق ہے کہ یہ عید مسرت ہے یہ بھی قادری صاحب کی خود ساختہ اصطلاح ہے کیا وہ اس طرح یہ کہنا چاہتے ہیں کہ عید شرعیہ الفطر والاضحیٰ مسرت و سرور سے خالی ہوتی ہیں؟ یا پھر وہ رنج والم اور نفرت کی عیدیں ہیں؟ معاذ اللہ۔ثم معاذ اللہ۔

صفحہ 758 پر لفاظی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بنظر غائر دیکھا جائے تو یوم میلاد ان عیدوں سے کئی گنا بلند رتبہ اور عظمت کا حامل ہے۔آپ ﷺ ہی کے صدقہ و توسط سے ہمیں تمام عیدیں۔۔۔۔

اس کا مطلب تو گویا یہ ہوا کہ جب نبی علیہ السلام ہی کے توسط سے مکمل دین ہم تک پہنچا ہے تو اس جملے کو دلیل بنا کر کچھ بھی ایجاد کیا جاسکتا ہے۔مثلاً آنے والے ادوار میں قادری صاحب اور ان کی ذریت اگر صلاۃ المیلاد یا صلاۃ ولادت رسول ﷺ صدقہ بر ولادت با سعادت کے نام سے مخصوص ہیئت وشکل میں ایجاد کریں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے کہ دین تو ملا ہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہے؟؟؟

قارئین کرام! غور کیجئے قادری صاحب کس طرح الفاظوں سے کھیلتے ہوئے تکمیل اسلام کے مسلمہ مسئلہ کو چیلنج کرنے کی جسارت کر رہے ہیں؟؟

اگر الفاظوں سے کھیل کر ہی اپنی بات منوانی ہو تو پھر کیا کچھ اختراع و ایجاد نہیں کیا جاسکتا؟ آج نبی علیہ السلام کی ولادت کا جشن بلا دلیل، کل ہوسکتا ہے کہ جشن ولادت والد رسول ﷺ منایا جائے پھر کہا جائے کہ اصل تو وہی ہیں انہی کو اللہ نے ولادت رسول ﷺ کے لئے سبب بنایا تھا لہٰذا ان کا بھی جشن ولادت ہونا چاہیے اور پھر ہوسکتا ہے کہ والد کے والد (عبدالمطلب) کا بھی سلسلہ اسی طرح شروع کر دیا جائے؟؟؟ تو بتائیے یہ سلسلہ کہاں جا کے رکے گا؟؟؟ واللہ المستعان۔

اور یہ بھی یاد رکھئے کہ جب عمل ہی خود ایجاد کردہ ہو تو پھر اسے بلند رتبہ اور عظمت کا حامل قرار دینا بھی کوئی اچھنبے کی بات نہیں کہ موجد کے ہاں وہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ بہرحال اس بحث سے یہ عقیدہ ثابت ہوا ہے کہ جشن میلاد النبی ﷺ عید شرعی نہیں ہے۔بالکل صحیح بات ہے جناب!!! صفحہ 760 سے لے کر 769 تک قادری صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس میں کوئی خاطر خواہ بات مروجہ جشن میلاد کی تائید نہیں کرتی اور نہ ہی ائمہ حدیث وسیر نے اس معنی میں لفظ میلاد استعمال کیا ہے۔مگر پھر بھی قادری صاحب نے اپنی مخصوص حکمت عملی کے تحت بے مقصد بحث کو طول دیا ہے تاکہ اکتا کر کہا جائے حضرت نے صحیح فرمایا!!!

قارئین! ہم پہلے آپ کو بتا چکے ہیں کہ قادری صاحب مسلسل کذب بیانی کی وجہ سے اپنے حافظے پر کنٹرول نہیں رکھ پاتے کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔مثلاً باب ہشتم کی فصل دوم میں میلاد کے اجزائے تشکیلی بیان کرتے ہوئے لکھا تھا بیان سیرت وفضائل رسول ﷺ اور اب صفحہ 763 پر بیان میلاد کو بیان سیرت سے جدا قرار دیتے ہیں!! ایسا لگتا ہے کہ قادری صاحب کو اپنے بیان کردہ دلائل و نکات پر بھی اطمینان قلب حاصل نہیں اسی لئے کبھی ہاں اور کبھی نہ، کا اسلوب اختیار کرتے ہیں۔

قادری صاحب لاجواب ہوگئے!!:

صفحہ 769 پر لکھتے ہیں: ''میلاد النبی ﷺ پر شرعی دلیل طلب کرنے والوں کی خدمت میں۔''

قارئین کرام! ہم سمجھے کہ اب تو قادری صاحب ضرور بالضرور دلیل شرعی دے ہی دیں گے مگر انہوں نے تو پھر لفاظی بے جا شروع کر دی کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میلاد نہ منانے والے ہزاروں خوشیاں مناتے ہیں اس وقت قرآن وحدیث کو کیوں نہیں دیکھتے؟؟

اللہ اکبر! سبحان اللہ! واہ قادری صاحب واہ!! یہی آپکا مبلغ علم ہے۔مبارک ہو جناب!

ارے کیا اتنا بھی نہیں معلوم کہ عادات وعبادات میں فرق ہوتا ہے، کیا عادات کو قرآن و حدیث میں تلاش کیا جاتا ہے؟ نبی مکرم ﷺ کی نسبت سے جو عمل کیا جائے گا وہ عبادت کے درجے میں ہوگا اور عبادات کی دلیل شرعی دینا ہوتی ہے۔مگر قادری صاحب نے دلیل شرعی نہ دی کیونکہ ان کے پاس ہے ہی نہیں اور ویسے دلیل شرعی دے بھی کیسے سکتے ہیں جبکہ وہ تو خود میلاد مروجہ کو کہتے ہیں یہ عید شرعی نہیں (صفحہ 757) اور یہ بھی فرماتے ہیں: اس کا شرعی جواز دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ (صفحہ 705)

میلاد منانا عمل توحید ہے، (مگر قادری توحید ہے کیا؟؟)

صفحہ 773 پر لکھتے ہیں:

اور پھر وضاحت کرتے ہیں کہ جسکی ولادت منائی جائے وہ خدا نہیں ہوسکتا۔

قارئین! ہم عرض کرتے ہیں کہ بظاہر تو بالکل صحیح بات ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت کہ قادری صاحب نے اپنے درس میں معراج النبی ﷺ بیان کرتے ہوئے کہا: ہک، ہک، ہک ہے، جھڑا ہک نوں دو آکھے، کافر تے مشرک ہے (یہ سی ڈی میں بیان ہے) یعنی خالق ومخلوق (اللہ اور رسول) کو الگ الگ ماننا کفر وشرک ہے اب بتایئے عمل توحید کے دعوے دار کون؟

دوسری بات یہ ہے کہ عمل توحید فقط دعوے سے ہی توحیدی نہیں ہوجاتا بلکہ توحید نام ہے متابعت رسول ﷺ کا (شرح عقیدہ طحاویہ) اور مروجہ میلاد میں متابعت رسول ﷺ نہیں بلکہ مخالفت رسول ﷺ ہوتی ہے۔ ہم میلادیوں کو اس مسئلہ پر بدعتی کہتے ہیں جبکہ یہ فرمان الٰہی بھی قابل غور ہے۔

ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين مالم يأذن به الله

صفحہ 774 پر لکھتے ہیں: ''جشن میلاد النبی ﷺ پر خرچ کرنا اسراف نہیں''

اور پھر تفصیلی بحث میں کار خیر میں مطلقاً اسراف کا انکار کیا ہے۔

حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ کھانے اور پینے میں اسراف ممکن ہے جبھی تو کہا گیا ولا تسرفوا۔ اور کھانا پینا کار خیر ہی ہے نہ کہ شر!!!

اور پھر ضرورت سے بڑھ کر روشنی، چراغاں اور مشعل برداری جیسے کام تو برامکہ قوم کی طرف سے آئے ہیں جو کہ آتش پرست تھے اور یہ سجاوٹ وتزئین مساجد تو تشبہ بالیھود ہے جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے نیز علامت قیامت میں بھی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس عمل کے لئے کیا جاتا ہے جو دلائل شرعیہ سے آراستہ نہیں ہے۔ تو پھر یہ کار خیر کیسے ہوگیا؟! اور جب کار خیر ہی نہ رہا تو اس کے لئے کار خیر میں اسراف نہیں، سے استدلال کیسا؟؟؟

قادری صاحب کا شکوہ۔۔۔۔ میلادیوں کی خدمت میں:

آگے کے صفحات میں قادری صاحب کوئی خاص بات نہ کر سکے البتہ میلادیوں کے لئے چند باتیں انہوں نے لکھی ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔ فرماتے ہیں:

یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جلوس میلاد میں ڈھول ڈھمکے، فحش فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ،نوجوانوں کے رقص وسرور اور اختلاط مرد وزن جیسے حرام اور ناجائز امور بے حجابانہ سرانجام دیے جاتے ہیں جو کہ انتہائی قابل افسوس اور قابل مذمت ہے اور ادب وتعظیم رسول ﷺ کے سراسر منافی ہے۔ اگر ان لوگوں کو ان محرمات اور خلاف ادب کاموں سے روکا جاتا ہے تو وہ بجائے باز آنے کے منع کرنے والے کو میلاد النبی ﷺ کا منکر ٹھہرا کر اصلاح احوال کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔

ان نام نہاد عقیدت مندوں کو سختی سے سمجھانے کی ضرورت ہے ورنہ جشن میلاد النبی ﷺ ان ادب ناشناس جہلاء کی اسلام سوز رسوم ورواج کے باعث پاکیزگی اور تقدس سے محروم ہوکر محض ایک رسم بن کر رہ جائے گا۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ اس برائی کے خلاف کہیں آواز بلند کی جاتی ہے نہ حکومت کی طرف سے حکمت یا سختی کے ساتھ اس قبیح روش کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔ مذہبی طبقے کی خاموشی کی سب سے بڑی وجہ (الا ماشاء اللہ) پیٹ کا دھندا ہے جو ان قبیح رسموں کو روکنے میں آڑے آجاتا ہے۔ مفاد پرست حلقوں کی سوچ یہ ہے کہ اگر ان غیر اخلاقی وغیر شرعی امور کی سختی سے گرفت کی گئی تو شائد جلسے جلوسوں میں ان علماء کی دھواں دھار تقریر ختم ہوجائیں گی اور کاروباری حضرات سے ملنے والے معاوضے اور چندے بند ہوجائیں گے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ مالی مفادات اور ان گروہی اور نام نہاد محدود مسلکی منفعتوں کی خاطر یہ لوگ میلاد النبی ﷺ کے تقدس اور عظمت کو پامال کررہے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

ہم نے میلاد اور سیرت کے نام پر مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے کوئی صرف میلاد کا داعی بن گیا اور کوئی صرف سیرت کا نام لیوا۔ میلاد کا نام لینے والا سیرت سے کتراتا ہے اور سیرت کا داعی میلاد کو ناجائز کہہ کر اپنی دانش مندی اور بقراطیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

یہ سوچ ناپید ہے کہ اگر میلاد نہ ہوتا تو سیرت کہاں سے ہوتی اور اگر سیرت کے بیان سے احتراز کیا تو پھر میلاد کا مقصد کیسے پورا ہوسکتا ہے۔

قارئین کرام! دیکھ لیا آپ نے! سن لیا آپ نے! اب ہماری سنئے!!

ع۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

ابولہب کا لونڈی آزاد کرنا۔۔۔تحقیقی بحث

مؤلف کا یہ مضمون www.urduvb.com پر شائع ہوا تھا۔

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر عید کا سا، سامان کرنے والے اور جلوس نکالنے والے کہتے ہیں کہ ابولہب جیسے لوگوں نے میلاد النبی ﷺ پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لونڈی آزاد کی تھی اور اس کی وجہ سے اس کے عذاب میں ہر پیر کو کمی کی جاتی ہے اور اسے پیاس بجھانے کے لئے پانی بھی دیا جاتا ہے اور یہ بات صحیح بخاری شریف میں بیان ہوئی ہے۔

جبکہ حقیقت حال اس سے مختلف ہے جس کی تفصیل بیان کر دینا مقصود ہے تا کہ ''لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحی من حیی عن بینۃ'' کا مصداق ہوجائے مگر تفصیل سے قبل اس روایت کو بیان کر دینا ضروری ہے جس سے استدلال کرتے ہوئے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جلوس و جشن کا اہتمام ہوتا ہے اور یہ بھی حقیقت آشکار کرنا ضروری ہے کہ بخاری میں آنے والی یہ روایت کس انداز سے روایت کی گئی ہے، کیا یہ وہی صحیح ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا؟

روایت یہ ہے (طوالت سے بچنے کے لئے صرف ترجمہ پیش خدمت ہے)

''ام المومنین ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! میری بہن (ابوسفیان کی لڑکی) سے نکاح کر لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اسے پسند کروگی (کہ تمہاری بہن ہی تمہاری سوکن بنے؟)(وہ کہتی ہیں) میں نے عرض کیا کہ ہاں میں تو پسند کرتی ہوں اگر میں اکیلی آپ کی بیوی ہوتی تو پھر پسند نہ کرتی ، اگر میرے ساتھ میری بہن بھلائی میں شریک ہوتو میں کیونکر نہ چاہونگی ۔(غیروں سے تو بہن ہی اچھی ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں۔سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ لوگ کہتے ہیں آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے جو ام سلمہ کے بطن سے ہے نکاح کرنے والے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ اور میری پرورش میں نہ ہوتی (یعنی میری بیوی کی بیٹی نہ ہوتی) جب بھی میرے لئے حلال نہ ہوتی ، وہ دوسرے رشتے سے میری دودھ بھتیجی ہے، مجھ کو اور ابوسلمہ کو (یعنی اس لڑکی کے باپ کو) ثوبیہ نے دودھ پلایا ہے۔ دیکھو ایسا مت کرو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ سے

نکاح کرنے کے لئے نہ کہو۔''

عروہ رحمہ اللہ نے کہا ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھی، ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے کسی عزیز نے اس کو خواب میں دیکھا (برے حال میں) تو پوچھا کیا گزری ؟ وہ کہنے لگا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں ، کبھی آرام نہیں ملا مگر ایک ذرا سا پانی پلایا گیا تھا بمقدار اس کے (یعنی اس نے اشارہ کیا اس گڑھے کی طرف جو انگلی اور انگوٹھے کے درمیان ہوتا ہے۔) اور یہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح)

یہ حدیث کہیں مختصراً اور کہیں مطولاً کتاب النکاح کے علاوہ بھی وارد ہوئی ہے، رقم احادیث اس طرح ہیں۔ ۵۱۰۶، ۵۱۰۷، ۵۱۳۳ اور ۵۳۷۲۔

اب پچھلے دعاوی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس حدیث پر غور کریں!

کیا اس میں یہ ہے کہ ابولہب نے لونڈی (ثوبیہ) کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن آزاد کیا تھا اور اس کی وجہ میلاد النبی کی خوشی تھی؟

کیا اس میں یہ ہے کہ جو پانی اسے پلایا گیا تھا اس سے اس کے عذاب میں تخفیف (کمی) آئی تھی؟

کیا اس میں یہ ہے کہ ہر سوموار (پیر) کو پانی پلایا جاتا ہے؟

یقیناً اس میں سے کسی سوال کا جواب بھی ہاں میں نہیں ہوسکتا۔ تو پھر ہمیں ماننا ہوگا کہ اقارب اور اجانب کی زبان زد عام دعوے بلا دلیل ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں ان دعوؤں کی کوئی دلیل نہیں اجانب کو تو جانے دیں حیرت تو ان اقارب پر ہے جو بلا دلیل بات نہ کرنے نہ سننے اور نہ ہی ماننے کے دعوے دار ہیں۔ وہ بھی ابولہب اور اس کی لونڈی کے بارے میں ایسا ہی کچھ بیان کرتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ہم ہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

احباب علم و دانش کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ ذمہ دار اسٹیجوں سے آج غیر ذمے دارانہ بیانات بڑھتے جا رہے ہیں!!!

اب آیئے اس روایت کی حقیقت کی طرف مگر اس سے قبل یہ سمجھ لیجئے کہ ائمہ محدثین و دیگر اہل علم و فضل نے صحیح بخاری شریف کی مرفوع متصل روایتوں کو صحیح قرار دیا ہے، نہ کہ معلقات و مرسلات اور منقطع روایات کو۔ کما لا یخفی علی اہل العلم و المعرفۃ

۱) یہ روایت مرسل ہے جیسا کہ اس کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ قال عروۃ...... کے الفاظ پر غور کیجئے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: **مرسل ارسله عروة ولم يذكر من حدثه به** (فتح الباری) یعنی یہ خبر مرسل ہے عروہ رحمہ اللہ نے اسے مرسل بیان کیا ہے اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان سے کس نے اس (خبر) کو بیان کیا ہے۔

شیخ ابوبکر الجزائری حفظہ اللہ لکھتے ہیں: یہ خبر مرسل ہے اور مرسل سے نہ احتجاج کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی عقیدہ و عبادت ثابت ہوتی ہے۔ (الانصاف فیما قیل فی المولد من الغلو و الاحجاف)

ڈاکٹر طاہر القادری بھی لکھتے ہیں: یہ روایت اگر چہ مرسل ہے، لیکن مقبول ہے۔
(میلاد النبی صفحہ ۳۹۳)

یاد رہے کہ فقہ حنفی میں رد و قبول کے پیمانے بھی جناب کی طرح شوخ ہو سکتے ہیں۔ وہاں آیات کو اپنے احباب کے نظریئے کی مخالفت میں دیکھ کر منسوخ قرار دیدیا جاتا ہے۔
(اصول کرخی دیکھئے)

تنبیہ: یہ جو مرسل کی بات ہو رہی ہے تو اس سے مراد صرف وہ ٹکڑا ہے جو قال عروہ سے شروع ہو کر آخر تک چلا جاتا ہے۔ پوری روایت نہیں کہ وہ تو متصل ہی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں دیکھا جا سکتا ہے۔

۲) دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ خبر متصل بھی ہوتی تو دلیل نہیں بن سکتی تھی کیونکہ یہ ایک خواب کا معاملہ ہے۔ یہ بات بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھ رکھی ہے۔ حافظ ابن حجر مزید لکھتے ہیں: ائمہ نے تصریح کی ہے کہ خواب کے ذریعے شرعی احکام ثابت نہیں ہوتے۔ چند سطور کے بعد لکھتے ہیں: اگر سویا ہوا آدمی خواب میں دیکھے کہ نبی علیہ السلام اسے کسی چیز کا حکم دے رہے ہیں تو کیا اس کی تعمیل ضروری ہے یا یہ ضروری ہے کہ اسے ظاہری شرع پر پیش کیا جائے؟ فرماتے ہیں دوسری بات قابل اعتماد ہے (فتح الباری)

غور کیجئے کہ حالت خواب میں دیا جانے والا حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ظاہر شرع پر پیش کیا جائے گا! یاد رہے کہ خواب کا حجت شریعہ نہ ہونا خود مکتب بریلی کے ہاں بھی مسلمہ ہے۔
(دیکھئے میلاد النبی از سعید احمد کاظمی)

آج بہت سے احناف نے اپنے معتقدات کی دلیل خوابوں کو ہی بنا رکھا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی خدمت میں ایک خواب عرض کیا جاتا ہے جو سنداً تو صحیح ثابت ہے۔ دیکھتے ہیں یہ خواب

ان کے ہاں کیا حیثیت رکھتا ہے۔

مشہور ثقہ امام قاضی ابوجعفر احمد بن اسحاق بن بہلول بن حسان بن سنان التنوخی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸ھ) نے کہا کہ میں عراقیوں کے مذہب پر تھا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ پہلی تکبیر میں اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ (سنن دارقطنی حدیث ۱۱۱۲)

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: وسندہ صحیح، اسکی سند صحیح ہے (موطا امام امالک بروایۃ ابن القاسم) تحت حدیث ۱۲۱ صفحہ ۲۰۹۔ اب ظاہر ہے کہ حنفی کہلوانے والے حضرات اس سچے اور نیک آدمی کے خواب کو کبھی بھی صحیح باور نہیں کرینگے۔ تو معلوم ہوا کہ کسی امتی کا خواب حجت نہیں ہوسکتا اگر چہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لینے کا دعوی ہی کیوں نہ کرے۔

۳) تیسری بات یہ ہے کہ اس مرسل خبر میں ظاہری الفاظ سے یہ معنی لیا جا سکتا ہے کہ ابولہب کا لونڈی آزاد کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کے عمل سے قبل تھا مگر یہ بات اہل سیر کی بیان کردہ حقیقت کے منافی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابولہب کے لونڈی آزاد کرنے میں اور نبی علیہ السلام کے دودھ پلانے کی مدت میں ایک طویل عرصہ حائل ہے (یہ بات بھی حافظ ابن حجر نے لکھی ہے فتح الباری میں)

اس بات کی وضاحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ میں اس طرح کی ہے:

ابن سعد کہتے ہیں کہ ہمیں واقدی نے ایک سے زیادہ اہل علم سے یہ خبر نقل کی ہے کہ وہ کہتے تھے: ثویبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضعہ تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں رہتے ہوئے ان کے ساتھ صلہ رحمی فرمایا کرتے تھے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ثویبہ کا اکرام کیا کرتی تھیں تا حال کہ وہ (ابھی) ابولہب کی ملکیت ہی میں تھیں، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ابولہب سے کہا اسے (یعنی ثویبہ کو) مجھے بیچ دو تو ابولہب نے اس بات سے انکار کر دیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ) ہجرت فرمائی اس وقت ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا......
(الاصابہ جزء ۴)

طبقات ابن سعد کا مطالعہ کرنے سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بیان کی تائید ملتی ہے۔

حافظ ابن عبدالبر اور امام ابن جوزی کے کلام سے اس قول (یعنی اہل سیر کے قول) کی تائید ہوتی ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے الاستیعاب فی اسماع الاصحاب میں لکھا ہے۔ ثویبہ نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،حمزہ بن عبدالمطلب اور ابوسلمہ بن عبدالاسد کو دودھ پلایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثویبہ کا اکرام فرماتے ،ثویبہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آیا جایا کرتی تھیں جبکہ نبی علیہ السلام سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما چکے تھے، سیدہ خدیجہ بھی ان کے اکرام و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتیں ۔ جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو (اس وقت) ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کردیا..... (ملخصاً۔ الاستیعاب)

امام المحب الطبری نے ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی میں اس کلام کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے الوفا فی احوال المصطفی میں لکھا ہے: سب سے پہلے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا (چند دن) پھر حلیمہ سعدیہ تشریف لائیں...... سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ثویبہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتی تھیں۔ آپ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنھما (ثویبہ کا) اکرام فرماتے اور وہ (ثویبہ) اس وقت (بھی) ابولہب کی لونڈی تھیں، پھر (اس کے بعد) ابولہب نے انہیں آزاد کردیا......

ان تمام دلائل و براہین سے بالکل واضح ہے کہ ابولہب کا لونڈی کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن (خوشی میں) آزاد کرنا ثابت ہی نہیں بلکہ سیدہ خدیجہ سے شادی کے بعد ہجرت مدینہ سے بھی بعد میں کسی وقت ابولہب نے بغیر کسی خوشی اور غمی کے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

اس کے برعکس اگر کسی نے اس (ثویبہ) کی آزادی کو پیدائش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کے ساتھ خاص مانا ہے تو اسے شدید مغالطہ لگا ہے یا پھر اہل بدعت نے دیدہ دانستہ حقیقت کو پردہ میں چھپادیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ازدواجی زندگی کا آغاز آپ کی عمر کے پچیس سال مکمل ہونے کے بعد ہوا اور اس وقت تک ثویبہ ابولہب کی ملکیت میں تھیں، آزاد نہ تھیں ۔کما مر آنفاً.....

۴) چوتھی بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ اس مرسل خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کو اس کا عمل صالح (مرنے کے بعد) نفع دیتا ہے(یعنی کبھی کبھی) مگر یہ بات تو نصوص قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے وقدمنا الی ما عملو من عمل فجعلناہ ھبآء ثوراً (سورۃ فرقان آیت ۲۳) ترجمہ: اور جو عمل ان (کافروں نے) کئے ہوں گے، ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو اڑتی ہوئی خاک بنا دیں گے۔

اور ابولہب کے مال کا اس کو نفع نہ دینا تو قرآن سے ہی ثابت ہے۔ **تبت یدا ابی لھب و تب، ما اغنی عنه ماله وما کسب** (سورۃ اللھب آیت ۲۔۱) ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ برباد ہوجائے نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کا عمل۔

قرآن مجید نے صراحت کردی ہے کہ ابولہب کو اس کے مال وعمل نے کوئی نفع نہیں پہنچایا۔ لہذا اس صراحت کو مرسل خبر عروہ سے ہرگز ہرگز رد نہیں کیا جاسکتا اور تمام اہل علم جانتے ہیں کہ لونڈی بھی مال کی ایک شکل ہے، اگر خوشی میں آزاد بھی کی ہوتی تو اسے مرنے کے بعد نفع نہ دیتی اور آزاد کرنا (اس موقع خاص پر) تو ثابت ہی نہیں۔ جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ قرآن کے ظاہر سے ٹکرا کر صحیح روایات کو رد کردینے والے کس طرح مرسل خبر کو حجت قرار دیتے ہیں؟!

۵) پانچویں بات یہ ہے کہ ابولہب کا لونڈی آزاد کرنا اگر تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس کا یہ عمل ایک طبعی خوشی کے نتیجے میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھتیجے تھے نہ کے اس نے آپ کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے اس خوشی کا اظہار کیا تھا فقط ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعوی ،اور بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار و عداوت ہی ابولہب کی تباہی کا سبب بنی تھی اور آج جو لوگ اس خبر مرسل کو دلیل بنا کر فقط ایک مخصوص دن عید وجشن کا اظہار کرتے ہیں کیا وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم بھی فقط ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دعوے دار ہیں؟؟؟؟

ویسے ان کا عمل بھی اسی کی عکاسی وغمازی کرتا ہے کیونکہ بات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اس طرح کے جشن ،جلوس اور خود ساختہ تیسری عید پر کوئی دلیل نہیں ملتی ؟؟؟

اور اس جلوس وجشن کا عید شرعی نہ ہونا تو خود طاہر القادری شوخ الاسلام کو بھی تسلیم ہے ۔
(دیکھئے: میلاد النبی از طاہر القادری)

طاہر القادری کا اسے عید فرحت قرار دینا بھی خود ساختہ شریعت سازی ہے کیونکہ اسلام میں جو دو عیدیں بتائی گئی ہیں وہ عید نفرت و عداوت یا عید رنج و الم نہیں بلکہ جہاں وہ عبادت کا درجہ رکھتی ہیں وہاں وہ فرحت وسرور کا باعث بھی ہیں۔

٦) چھٹی بات یہ ہے کہ جہاں تک ابولہب کے عذاب میں تخفیف و کمی آجانے کا معاملہ ہے تو یہ بات کہیں ہے ہی نہیں ،حتی کہ اس خبر مرسل میں بھی نہیں جسے لوگ دلیل کا درجہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ **غیر انی سقیت**..... مجھے (فقط) پانی پلایا گیا ہے۔

نہ ہر سوموار کا ذکر ہے اور نہ ہی اس پانی کی بدولت عذاب میں کمی کا کوئی ذکر؟!
یہ تخفیف ہو بھی کیسے سکتی ہے کہ ابولہب تو ''سیصلی ناراً ذات لهب'' کے بمصداق نار جہنم میں ہے اور وہاں تو پانی بھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔

وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمهل یشوی الوجوه بئس الشراب.... ترجمہ: اور اگر وہ (جہنم میں) فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور جو) چہروں کو بھون ڈالے گا بہت برا یہ (پینے کا) پانی ہوگا۔
(سورۃ الکھف آیت ۲۹)

اور مزید فرمایا گیا ''تسقی من عین انیه'' ایک کھولتے ہوئے چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا۔
(سورۃ الغاشیہ)

وسقوا ماآءً حمیما اور وہ کھولتا ہوا پانی پلائے جائیں گے۔ (سورہ محمد)

اس سے واضح ہوا کہ خبر مرسل سے لفظ پانی کو لے کر عذاب کی تخفیف کا دعوی نصوص قرآنی سے متصادم ہے لہذا سراسر باطل ہے۔ پھر مرسل میں تو تخفیف کا بیان ہی نہیں۔ فافھم

جہنم میں جنت کا پانی نہیں ملے گا جو کہ پیاس بجھانے اور سیراب کرنے والا ہوگا۔ اور دوزخی بہشتیوں سے (گڑگڑا کر) کہیں گے کہ کسی قدر ہم پر پانی بہاو یا جو رزق اللہ نے تمھیں عنایت فرمایا ہے اس میں سے (کچھ ہمیں بھی دو)۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالی نے بہشت کا پانی اور رزق کافروں پر حرام کردیا ہے (سورۃ اعراف آیت ۵۰)

تنبیہ: ابو طالب کے عذاب میں تخفیف علیحدہ مسئلہ ہے کہ وہ تو نصوص سے ثابت ہے۔

قارئین کرام! یہ اس واقعہ کی حقیقت تھی جو بفضل اللہ تعالی بیان کر دی ہے کسی بھی واعظ و خطیب سے مذکورہ واقعہ سنیں اور اس تفصیل کے برعکس ہو تو ضرور بالضرور اسے اس حقیقت سے آگاہ کریں۔ جزاکم اللہ خیرا

تفصیل کیلئے دیکھئے: رسائل فی حکم الاحتفال بالمولد النبوی، جزء ثانی طبع رئاسه ادارۃ البحوث العلمیه والافتاء الریاض، المملکة العربیة السعودیه

2054876 afslkj;lkafsj zvxlkqwr zxv poi zxvasfd asf asqwre
5saf asfasfsafd255sf445 245485

safasfdsaf asfd ;afdslkjsafd
asfsafdkjhfdsk safd asfdkjasdf afsafd sadf ioerwuoiuiovz
xzcioywueoirujzxcv opiqweuro zxvc 5
;askjdflk qrweoiuiozxv axlkjqwreoi zxv opqwiruyoizx qwropiuy
zxc; l